عنوان	ہر رانی نہیں محتاج کسی راجا کی
لکھاری	ارمہ معین
پلیٹ فارم	ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل
پبلیشر	ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل
ویب سائیٹ	NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com
واٹس ایپ	+923155734959
جی میل	NovelHiNovel@Gmail.Com OnlineWebChannel @Gmail.Com

Novel Hi Novel & Online Web Channel

انتباہ !

یہ ناول "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل "کی ویب سائٹ نے لکھاری کی فرمائش پر آپ سب کے لیے پیش کیا ہے۔

اس ناول کا سارا کریڈٹ رائٹر کو جاتا ہے۔اس ناول میں غلطیاں بھی ممکن ہیں کیونکہ انسان خطا کا پتلا ہے تو اس ناول کی غلطیوں کی زمہ دار ویب نہیں ہو گی صرف اور صرف رائٹر ہی ہو گا ویب نے صرف اسے بہتر انداز سے سنوار کر آپ سب کے سامنے پیش کیا ہے۔اس ناول کو پڑھیے اور اس پر تبصرہ کر کے رائٹر کی حوصلہ افزائی کیجیے۔

اپنے ناولوں کا پی ڈی ایف بنوانے کے لیے واٹس ایپ پر رابطہ کریں

+923155734959

اس ناول کے تمام رائٹس "ناول ہی ناول "،" آن لائن ویب چینل "اور لکھاری کے پاس محفوظ ہیں۔لکھاری یا ادارے کی اجازت کے بغیر ناول کاپی کرنا یا کسی حصہ کو شائع کرنا قانوناً جُرم ہے۔

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلامُ علیکم !

ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959

ہر رانی نہیں محتاج کسی راجا کی

ارمہ معین کے قلم سے

این ایچ این اور او ڈبلیو سی پبلیشرز

اُس نے ریلنگ سے ٹیک لگا کر کھڑی عنایہ کو پکارا تو اُس نے چونک کر سر اُٹھایا۔۔۔!

کہاں ہو یار میں نے تمہیں پُورے گھر میں ڈھونڈ لیا۔۔۔۔!

یہیں ہوں تمہارے سامنے، خیر تمہیں کوئی کام تھا یا یوں ہی گلا خراب کرنے کے لیئے چیخ رہی ہو۔۔۔۔!

اُف اُف ایک تو تم بھی بہت ہی رُوڈ ہو، قسم سے لگتا ہی نہیں کے میری ہی بہن ہو۔ میرا تو دل چاہتا ہے کہ ابّا جی اور امی جی سے پوچھ ہی لوں کہ تم سگی ہو یا کہیں سے اُٹھا کر لائے تھے۔۔۔!

ہانیہ اگر تمہاری فالتو کی بک بک ختم ہو گئی ہو تو کام کی بات پر آو۔ بلاوجہ دماغ مت کھاو۔۔۔ میں ویسے بھی پڑھ رہی تھی تم نے ڈسٹرب کر دیا اور اب بھی مسلسل کر رہی ہو۔۔۔۔!

واہ بھئی دیکھا تھا میں نے کیسی پڑھائی ہو رہی تھی تم تو یہیں تھیں، دماغ کہاں تھا یہ بتاؤ۔۔۔۔!

ہانیہ۔۔۔۔(اس نے اسے گھورتے ہوئے دبے لہجے میں کہا)

اوکے اوکے کام کی بات پر آتی ہوں۔۔۔۔ !

جو اباجی کے بہت پرانے دوست آسٹریلیا میں رہتے ہیں نہ وہ تین دن بعد پاکستان آرہے ہیں۔۔۔!

اچھاتومیں کیا کروں۔۔۔!

پوری بات تو سن لو۔۔۔۔(ہانیہ نے جھنجھلا کر کہا)

اچھاسناو۔۔۔!

وہ اپنے اکلوتے ہینڈ سم بیٹے کے لئیے تمہارا رشتہ لیکر آرہے ہیں۔۔۔!

تمہارادماغ ٹھیک ہے انھوں نے مجھے ایک عرصہ پہلے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔یوں بغیر دیکھے کیسے رشتہ لارہے ہیں۔۔۔!

تمہاری معصومیت پہ رشک آتاہے پیاری بہن۔۔۔۔(ہانیہ نے خوب اداکاری کا مظاہرہ کیا)

بکومت سیدھی بات کرو۔۔۔!

سیدھی بات یہ ہے عنایہ کے یہ انٹرنیٹ کا زمانہ ہے،انھوں نے تو کیاانکے صاحبزادے نے بھی تمہیں دیکھ رکھاہےاور تم پر دل وجان سے فداہوگئے ہیں۔۔۔۔!(ہانیہ لہرالہرا کر

اسے ساری تفصیل سے آگاہ کر رہی تھی جس میں کچھ من گھڑت باتیں بھی تھیں اور عنایہ پریشان تھی کہ یہ سب اچانک کیسے ہو گیا)

تمہاری اکثر بات کرتے ہیں وہ تصاویر وغیرہ میں تو دیکھ رکھا ہے تمہیں۔۔۔!

اچھا۔۔۔!

اب کیا سوچنے بیٹھ گئیں عنایہ صاحبہ۔۔۔!(ہانیہ نے اپنی اتنی تفصیلی بات کے ایک لفظی جواب پر جل کر کہا)

سوچ رہی ہوں وہ آسٹریلیا میں رہ کر پاکستانی لڑکی سے کیوں شادی کرنا چاہتے ہیں۔۔۔!

وہ بھی اس سے جس سے کبھی ملے ہی نہیں۔۔۔!

آئیں تو پوچھ لینا جیجو سے(ہانیہ نے آنکھ دبا کر شرارت سے کہا)

شٹ اپ یار اپنی بکواس بند کرو)وہ کافی ڈسٹرب تھی(

****

کچھ اور لیجیئے نہ بھائی صاحب۔۔۔!

جی بھابی میں لے رہا ہوں، آپ بھی تو لیں نہ۔۔۔۔اور کھانے کا کیا ہے کھانا پینا تو ہوتا رہتا ہے مجھے تو آپکی بیٹی کو اپنی بیٹی بنانا ہے۔۔۔!

ارے نفیس میاں تم اسے اپنی ہی بیٹی سمجھو آج تک کسی چیز کو منا کیا ہے جو آج کروں گا۔۔۔!

ارے واہ پھر تو کھانے کے فوراً بعد منہ میٹھا کروا دینا عدنان۔۔۔!

ہاں ہاں بھئی کیوں نہیں۔۔۔!

اور غازیان بچے پاکستان زیادہ اچھا ہے یا آسٹریلیا۔۔۔!

انکل دونوں ہی اپنی اپنی جگہ خوبصورتی رکھتے ہیں لیکن چونکہ پاکستان اپنا ملک ہے اسلیئے کافی مانوسیت کا احساس ہوتا ہے۔۔۔!(غازیان نے اپنی ازلی سادگی سے کہا)

ہمارے بیٹے نے یہ بات تو سہی کی ہے، یار عدنان اتنا عرصہ آسٹریلیا میں رہنے کے بعد بھی وہ اپنا اپنا نہیں لگتا۔۔۔!(نفیس میاں بیٹے کی بات سے 100 فیصد متفق تھے)

انکل آپکو برا نہ لگے تو کیا میں عنایہ سے مل سکتا ہوں۔۔۔!(غازیان نے تھوڑا جھجک کر پوچھا)

ابھی عدنان صاحب سوچ ہی رہے تھے کہ۔۔۔۔۔۔۔

معذرت انکل اگر آپ کو میری بات بری لگی تو(غازیان تھوڑا شرمندہ ہوا)

ارے نہیں بچے میں سوچ رہا تھا کہ پہلے عنایہ سے پوچھ لوں پھر آپکو بتاتا ہوں۔۔۔!

****

عنایہ عنایہ میری بات سنو۔۔۔!

کیا ہوا کیوں آندھی طوفان کی طرح آئی ہو۔۔۔!(عنایہ اپنے کمرے میں بیٹھی تھی کے ہانیہ آدھمکی)

یار غازیان بھائی نے انکار کر دیا۔۔۔!

ہیں انکار کیوں کر دیا۔۔!(وہ واقعی حیران تھی کیونکہ انکی طرف سے مکمل رضامندی تھی)

وہ کہہ رہے ہیں کے عنایہ بہت موٹی اور نک چڑی ہے۔۔!

انھوں نے سچ میں یہ کہا۔۔۔؟(اب وہ حیران کے ساتھ ساتھ پریشان بھی ہو گئی تھی)

لیکن ہانیہ انکی تو مجھ سے کوئی بات ہی نہیں ہوئی پھر انھوں نے میرے بارے میں ایسا کیوں کہا؟(اسے دکھ ہوا)

بس یہ کہنے کی دیر تھی کہ ہانیہ ہنس ہنس کے لوٹ پوٹ ہونے لگی۔۔۔!

یار میں مذاق کر رہی ہوں تمہارا تو رنگ ہی اڑ گیا، کہیں پہلی نظر والا عشق تو نہیں ہو گیا غازیان بھائی سے۔۔۔۔!(ہانیہ آنکھیں مچکا مچکا کر کہہ رہی تھی اور عنایہ کا پارہ ہائی ہونے لگا تھا)

بکواس بند کرو اور دفع ہو جاو۔۔۔!

ارے ارے جو بات کرنے آئی تھی وہ تو کرنے دو۔۔۔۔!(ہانیہ نے بمشکل اپنی ہنسی روک کر کہا)

اب مجھے کچھ نہیں سننا نکلو یہاں سے۔۔۔۔!

ارے غازیان بھائی تم سے بات کرنا چاہتے ہیں اور انھوں نے ابو جی سے اجازت بھی لے لی ہے اور ابو جی نے ہاں کر دی ہے اور وہ اوپر تمہارا انتظار کر رہے ہیں جاو جلدی۔۔۔۔!

Yeah very Funny...!

تمہاری قسم یار۔۔۔!

میں نہیں مل رہی کسی سے جاو جا کر منا کر دو۔۔۔۔!

عنایہ تم ابو جی کی ناک کٹواو گی۔۔۔۔!

اب اس میں ناک کہاں سے بیچ میں آ گئی۔۔۔۔!(عنایہ اکتا گئی تھی)

ابو جی تم سے پوچھنے آئے تھے، تم نے سنے بغیر ہر چیز کا اختیار انھیں دے دیا تھا اب انھوں نے ہاں کر دی ہے تو تم منا کرو گی تو کتنا برا لگے گا۔۔۔!

اف یہ ناک۔۔۔! (عنایہ نے ہار مان لی تھی)

****

وہ دونوں ٹیرس پر تنہا کھڑے تھے، لیکن درمیان میں گہری خاموشی حائل تھی۔۔۔!

)غازیان اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا یا یوں کہا جائے کہ اکلوتی اولاد اس لیے وہ انکے بارے میں بہت جذباتی تھا اور عنایہ اور ہانیہ بھی دو ہی بہنیں تھیں کوئی اور بہن بھائی نہیں تھا، چھوٹی سی فیملی تھی دونوں کی عنایہ کی بھی اور غازیان کی بھی(

دونوں ہی نظریں چرائے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ عنایہ آسمان میں نظر آتے خوبصورت چاند کی چاندنی میں کھو سی گئی تھی اور غازیان گارڈن ایریا کے دوسری طرف بنے روڈ اور فٹ پاتھ پر چلتے مسافروں کو اور گاڑیوں کی ہلکی ہلکی روانی کو دیکھتے ہوئے یہ سوچ رہا تھا کہ بات کا آغاز کہاں سے کیا جائے۔۔۔!

پھر کچھ سوچ کر اس نے اس خاموشی کو توڑنے کی کوشش کی جیسے بہتے ہوئے پر سکون پانی میں کوئی پتھر مار کر اسکے تسلسل کو توڑ دے۔۔۔!

اہم۔۔۔۔! عنایہ کیا آپ مجھ سے کچھ پوچھنا چاہیں گی، دراصل میں نے انکل سے بات

کرنے کی اجازت تو لی تھی لیکن اب سمجھ نہیں آرہا کہ کیا بات کروں۔۔۔!

)عنایہ کو ہانیہ کی بات یاد آئی "تم خود پوچھ لینا" اس وقت تو اسے اس بات پہ غصہ آیا تھا

لیکن اب کچھ سوچ کر پوچھ ہی لیا(

میں کچھ پوچھوں۔۔۔؟ (عنایہ نے جھجک کر پوچھا لیکن غازیان کی جھکی نظروں سے اسے

کافی ہمت ملی تھی)۔۔۔!

پوچھیں۔۔۔!

آپ آسٹریلیا میں رہتے ہیں وہاں ایک سے ایک حسین لڑکی ہو گی پھر میں ہی

کیوں۔۔۔۔؟

اچھا سوال ہے۔۔۔۔! (غازیان نے رک کر سہی الفاظ کا چناؤ کیا)

اصل میں عنایہ بابا ماما نے مجھے وہاں پڑھایا ضرور ہے لیکن کبھی مذہب یا ملک سے دور نہیں

ہونے دیا، بیشک وہاں ظاہری خوبصورتی بہت ہے۔۔۔۔۔ لیکن وہ خوبصورتی ہی کیا جسے

ظاہر کیا جائے۔۔۔۔ میں ویسی لڑکی چاہتا ہوں جو میرے دین کو مکمل کر دے، میں یہ

نہیں کہتا کہ لڑکیوں کو ان پڑھ جاہل رہنا چاہیے، میں یہ بھی نہیں کہتا کہ انھیں گھروں میں

قید رہنا چاہیے۔۔۔۔۔۔میرا ماننا یہ ہے کہ لڑکیوں کو اپنی طاقت (strength) کا پتہ ہونا چاہیے اور ساتھ میں اپنی حدود (Limits) کا بھی۔۔۔۔

وہ حدیں جو ہر شخص کے لئے مقرر کی گئی ہیں مجھے ایسی لڑکی چاہیے جو میرے بابا کا بھی خیال رکھے۔۔۔ماما کی وفات کے بعد بابا بالکل تنہا رہ گئے ہیں کوئی ہے ہی نہیں انکا خیال رکھنے والا، میں چاہوں گا کہ تم انکی بہت عزت کرو، انکا ویسے ہی خیال کرو جیسے اپنے پیرنٹس کا کرتی ہو۔۔۔اور مجھے لگتا ہے کہ تم ایسا کر سکتی ہو۔۔۔۔۔تم میں وہ سب خوبیاں ہیں جو ایک اچھی لڑکی میں ہونی چاہئیے ہیں، اس لیے میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور میرا وعدہ ہے تمہارے بعد میری زندگی میں کبھی کوئی لڑکی نہیں آئے گی، تمہاری ہر جائز خواہش کا احترام کروں گا، تمہاری ہر ضرورت پوری کروں گا، پوری کوشش کروں گا کہ تمہاری آنکھ کبھی نم نہ ہو، تم سے بہت محبت کرونگا، جیسے بھی حالات ہوں کبھی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔!

(چاند کی چمکتی ٹکیا کے سامنے وہ اس سے وعدے کر رہا تھا وہ وعدے جو کبھی پورے نہ ہونے تھے)

اچھا اب بتاو عنایہ کیا تمہیں میرے رشتے پہ کوئی۔اعتراض ہے؟؟؟اگر ہے تو تم مجھ سے کہہ سکتی ہو تمہارا نام آئے بغیر یہ رشتہ ختم ہو جائے گا۔۔۔۔!

نہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، ابو جی نے میرے لیے بہترین فیصلہ کیا ہے میں مطمئن ہوں بس امی جی کی وجہ سے تھوڑی پریشان ہوں۔۔۔۔!

کیوں کیا ہوا صبا آنٹی کو؟؟

امی جی کو دل کی تکلیف ہے اور انکی اس بار کی رپورٹس نے ڈسٹرب کر دیا ہے۔۔۔!

تم پریشان نہ ہو عنایہ ان شاءاللہ وہ جلد بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔۔۔!

ان شاءاللہ۔۔۔۔!

آسمانی رنگ کی لانگ فراک میں اسکی چاندنی رنگت اور بھی نکھر رہی تھی، جیسے آسمان کی کوئی پری بھولے بھٹکے زمین پر اتر آئی ہو اس پہ اسکا شرمانا اسے اور بھی حسین بنا رہا تھا، منگنی کی تقریب میں جیسے چار چاند لگ گئے تھے۔۔۔۔!

سب ٹولیوں کی صورت میں خوش گپیوں میں مصروف تھے اور ایسے خوشی خوشی، ہنستے مسکراتے منگنی کی تقریب اپنے اختتام کو پہنچی، اللہ نے اباجی کے سر پہ جو دو بیٹیوں کی ذمہ داری ڈالی تھی ان میں سے ایک سے وہ سبکدوش ہونے جا رہے تھے۔۔۔۔!

منگنی کے ساتھ ہی شادی کی تاریخ ٹھیک دو ماہ بعد کی رکھ دی گئی تھی۔۔۔!

نفیس میاں تو چاہتے تھے کہ کوئی قریب کی ہی تاریخ رکھ دی جائے، لیکن دو ہفتے بعد عنایہ کے آخری سال کے امتحانات شروع ہونے تھے، وہ ایم-اے کر رہی تھی اس لیے تاریخ اسکے امتحانات کے بعد کی رکھی گئی تھی۔۔۔!

****

عنایہ تم ہی کچھ (suggest) کرو تمہاری شادی پہ کونسے کلر کا سوٹ پہنوں۔۔۔؟

(شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں ایسے میں ہانیہ پیچھے رہ جائے ناممکن)

کوئی بھی پہن لو۔۔۔۔!

کیوں بھئی کیوں کوئی بھی پہن لوں، آخر میری اکلوتی بہن کی شادی ہے، دلہن کے بعد سب سے خاص تو مجھے ہی دکھنا ہے نا۔۔۔!

عنایہ ہنوز خاموش رہی۔۔۔!

کیاہوا عنایہ تم اپ سیٹ لگ رہی ہو۔۔۔!(آخرکار ہانیہ نے اس سے پوچھ ہی لیا)

نہیں میں ٹھیک ہوں۔۔۔!

نہیں کچھ تو ہوا ہے۔۔۔!(ہانیہ بضد تھی)

کہانہ ٹھیک ہوں میں۔۔۔۔!

ہانیہ نرمی سے عنایہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سرگوشی سے انداز میں بولی۔۔۔!

تمہاری شادی ہے کچھ دن بعد اور تم اپ سیٹ ہو اور کہہ رہی ہو کہ ٹھیک ہو۔۔۔۔!

واہ جھوٹی مجھ سے بھی باتیں چھپاؤ گی اب تم اور جیسے میں جان ہی نہیں پاؤں گی۔۔۔۔!

تم مجھ سے شئیر کع سکتی ہو یار، ہم نے تو سب کچھ شئیر کیا ہے نا،ماں کی گود، باپ کا کندھا،اسکول کا پہلا دن، امتحان کے نتیجے، شرارتیں،ڈانٹ، دکھ سکھ، ہنسی مذاق سب ساتھ کیا ہے نا،سب کچھ شئیر کیا ہے نا اب تم شادی کر رہی ہو تو کیا باتیں چھپاؤ گی مجھ سے۔۔۔۔!

شادی ہو رہی ہے یہی تو وجہ ہے اداسی کی۔۔۔۔!

کیا مطلب۔۔۔؟(ہانیہ سمجھی نہیں تھی)

آہ۔۔!کیسے سمجھاوں تمہیں۔۔۔۔!

ہانیہ مطلب یہ کہ، کیسے نصیب ہوتے ہیں نا ہم بیٹیوں کے،ماں باپ پال پوس کے بڑا کرتے ہیں ہیں اور ہم ماں باپ کی خدمت کرنے کے بجائے،انکا سہارا بننے کے بجائے انہیں چھوڑ کر ہی چلے جاتے ہیں، میں تو ایم۔اے کے بعد جاب کر کے ابو جی کو آرام کروانا چاہتی تھی اور اب یہ شادی پتا نہیں کہاں سے بیچ میں آگئی۔۔۔۔!(عنایہ خاصی اداس تھی)

ایسامت سوچو عنایہ ان شاءاللہ سب بہت اچھا ہو گا، غازیان بھائی بہت اچھے ہیں، تم انھیں کہو گی تو وہ اجازت دے دیں گے جاب کی ان شاءاللہ۔۔۔۔!

اللہ کرے ایسا ہی ہو۔۔۔!

****

سرخ گلابوں سے سجے اسٹیج پر سرخ جوڑے میں بیٹھی وہ لڑکی کتنی حسین لگ رہی تھی یہ صرف دیکھنے والا ہی جانتا ہے اور برابر میں بیٹھا غازیان آج بے تحاشہ خوش تھا اسے اپنی من چاہی دلہن جو مل گئی تھی، وہ دونوں ایک ساتھ ایک مکمل اور دلکش منظر پیش کر رہے تھے، نظر لگ جانے والا منظر۔۔۔!

قاضی صاحب نکاح پڑھوا رہے تھے اور اسکی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا۔۔۔۔اس ایک آنسو میں کتنے احساس تھے کون جانتا تھا۔۔۔۔۔۔۔سب ہی دعا میں شامل تھے، خوش تھے اور وہ کبھی سب کو چھوڑ جانے کے غم میں اور کبھی آنے والے کل کے خوف سے خوفزدہ۔۔۔۔!

****

عنایہ تمہیں پتا ہے تم کس قدر حسین لگ رہی ہو، اللہ نظر سے بچائے (ہانیہ پتا نہیں کہاں سے نکل کر اسکے سر پر آپہنچی تھی)

ابو جی اور امی جی کا خیال رکھنا ہانیہ پلیز (اس نے ہانیہ کے دونوں ہاتھ تھام کر جانے سے پہلے ایک آخری تنبیہہ کی تھی)

ہاں کیوں نہیں خیال رکھوں گی پاگل وہ میرے بھی ماں باپ ہیں، فلحال تم صرف اپنی آنے والی زندگی کے بارے میں سوچو، جس میں تم ہو گی، غازیان بھائی ہوں گے، تم دونوں کے پیارے پیارے بچے ہونگے ۔۔۔۔وہ شرارت میں اور بھی بہت کچھ کہنے والی تھی، عنایہ کے گھورنے پر ہنس کر چپ ہو گئی۔۔۔۔!

ہانیہ۔۔۔۔!

اوہ یار میری فرینڈز بلا رہی ہیں، سب کہہ رہی ہیں عنایہ سے زیادہ خوبصورت تم لگ رہی ہو، اب تم پلیز جیلس نا ہونا (وہ آنکھ دبا کر اسے چھیڑ رہی تھی)

ہاں ہاں بہت حسین لگ رہی ہو آج تمہیں بھی کوئی پسند کر ہی لے گا پھر دیکھنا تمہاری شادی پر میں کیا کرتی ہوں (عنایہ نے بھی بدلہ لیا)

اور ہانیہ اسکی بات پر کھلکھلا کر ہنس دی۔۔۔۔!

دیکھتے ہیں یار ابھی تم بیٹھو میں تھوڑی دیر میں آتی ہوں۔۔۔۔!

وہ اپنی سوچوں کے ساتھ وہاں تنہا بیٹھی رہ گئی۔۔۔۔!

پھر رخصتی کے وقت وہ خوب روئی ابو جی کے گلے لگ کر، امی جی اور ہانیہ کے گلے لگ کر۔۔۔۔!

ابو جی نے اسے تسلی دی، سر پر ہاتھ پھیرا، ماتھا چوما اور اس دعا کے ساتھ اسے غازیان کے ساتھ رخصت کر دیا کہ آج کے بعد کبھی اسکی آنکھ میں آنسو نا آئے۔۔۔۔!

اور سرخ جوڑے میں وہ حسین گڑیا قرآن پاک کے سایہ تلے رخصت ہو گئی۔۔۔۔!

گاڑی چلتے ہی غازیان نے بہت محبت سے اسکا ہاتھ تھاما اور کہا کہ آج جتنا رونا ہے رو لیں میرا وعدہ ہے آئندہ کبھی آپکی آنکھیں نم نہیں ہونے دونگا۔۔۔۔!

غازیان کے اس مان نے اسے ہلکا پھلکا کر دیا تھا۔۔۔۔!

اچھا اب صاف بھی کر لیں آنسو، میک اپ خراب ہو رہا ہے، ایسا نہ ہو میں ڈر ہی جاوں۔۔۔۔!

عنایہ نے ایک دم نظریں اسکی طرف نظریں پھیریں اور اسکی شرارت سمجھتے ہی کھلکھلا کر ہنس دی۔۔۔۔!

ولیمے کے بعد عنایہ میکے ہی آگئی تھی۔۔۔عنایہ اور ہانیہ نے رات دیر تک ہلا گلا کیا اور باتیں کرتے کرتے صبح کے قریب کہیں جا کر سوئے۔۔۔!

رات دیر تک جاگنے کی وجہ سے صبح آنکھ بھی دیر سے کھلی۔۔۔۔!

عنایہ تیار ہو کر باہر آئی تو غازیان وہاں پہلے سے ہی موجود تھا۔۔!

آپ کب آئے۔۔۔؟

عنایہ نے غازیان سے پوچھا تو اسکے کہنے سے پہلے ہی صبا بیگم نے کہا۔۔۔!

بیٹا غازیان تو کب سے بیٹھا ہے، تمہیں لینے آیا تھا، میں نے تو کہا کہ میں اٹھا دیتیں ہوں لیکن غازیان نے منا کر دیا کہ نیند پوری کرنے دوں ،شادی کی تقریبات میں صبح سے سو بھی نہیں پائی ہے، بس اسی لیے نہیں جگایا۔۔۔!

تفصیل سن کر وہ بس مسکرادی اور وہیں غازیان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔۔۔!

امی ابو جی کہاں ہے۔۔۔؟

ان کے کسی پرانے دوست کا فون آیا ہے وہ بات کر رہے ہیں، اور یہ ہانیہ اٹھی یا ابھی بھی سو رہی ہے۔۔۔!

اٹھ گئی ہے فریش ہو کر آرہی ہے۔۔۔!

اچھا تم اٹھو عنایہ غازیان کے لئے چائے بناو بچہ کب سے ایسے ہی بیٹھا ہوا ہے۔۔۔!

وہ جی امی کہہ کر اٹھ گئی، کچن میں آئی تو تھوڑی دیر بعد غازیان بھی وہیں موجود تھا۔۔۔!

محترمہ ایک ہی رات میں بھول گئیں مجھے اور بہت اچھی نیند آئی ہے میکے ہاں، شوہر کی تو بالکل یاد نہیں آئی ہو گی۔۔۔۔!

جی بالکل بھی یاد نہیں آئی، فرصت ہی نہیں ملی، بھلا اپنوں کے درمیان کہاں کسی کا خیال رہتا ہے۔۔۔۔۔اور نیند، نیند کا تو پوچھیں ہی نہ، اتنے دن بعد اتنے مزے کی نیند آئی تھی اٹھنے کا دل ہی نہیں چاہ رہا تھا آخر اپنا گھر اپنا ہوتا ہے۔۔۔۔!

وہ جو کچھ اور سننے کا سوچ بیٹھا تھا عنایہ کی باتوں نے اسے ہکا بکا کر دیا تھا، اسے توقع ہی نہیں تھی کے عنایہ ایسا کچھ کہے گی۔۔۔۔۔۔!

یعنی، یعنی میں اب "کسی" ہو گیا ہوں، جسے یاد کرنے کی تمہیں فرصت ہی نہیں۔۔۔۔۔اور وہ گھر تمہارا اپنا نہیں ہے، تمہیں وہاں آرام نہیں ہے۔۔۔۔؟

وہ اب تک بے یقین تھا۔۔۔۔!

اس سے پہلے کے وہ اور دلبرداشتہ ہوتا عنایہ سے کنٹرول نہیں ہوا اور وہ ہنستی ہی چلی گئی۔۔۔۔!

پہلے تو غازیان کو اسکی ہنسی پہ تعجب ہوا اور پھر وجہ سمجھ آنے پر غصہ ہو کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔!

اور کچھ دیر بعد وہ عنایہ کے ساتھ ایسے بیٹھا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔۔۔۔!

****

شادی کو ڈیڑھ ماہ گزر گیا تھا اور اگلے ہفتے کی فلائٹ سے دونوں آسٹریلیا جا رہے تھے انکا وہیں سے اپنے ہنی مون کے لئے جانے کا پلان تھا۔۔۔۔۔۔!

نفیس میاں ہمیشہ کے لیے پاکستان میں ہی سیٹل ہو گئے تھے، غازیان اور عنایہ کا بھی ارادہ تھا کہ غازیان ایک ڈیڑھ سال میں اپنا کام وائنڈ اپ کرے گا اور پھر وہ دونوں واپس پاکستان شفٹ ہو جائیں گے انکے جانے میں ابھی ایک ہفتہ تھا۔۔۔۔!

شادی کے بعد کا یہ ڈیڑھ ماہ کا عرصہ عنایہ کی زندگی کا خوبصورت ترین وقت تھا، شادی کے وقت اگر اسکے دل میں آنے والی زندگی کے متعلق کوئی بھی وسوسے تھے بھی تو غازیان نے اپنی محبت سے سب ختم کر دیئے تھے، وہ بہت خوش تھی اسکے چہرے پر لکھا تھا اور عدنان صاحب اسکے چہرے کی خوشی دیکھ کر اور بھی مطمئن ہو گئے تھے۔۔۔۔!

****

رات 10 بجے کی فلائٹ تھی سب لوگ انھیں رخصت کرنے گئے تھے، آج بھی اسکا دل اداس تھا، دوری بڑھ جانے کا غم بھی تھا، ماں باپ کے گلے لگ کر روئی بھی تھی، لیکن آج واپسی کی امید بھی تھی، آنے والے کل کے واہمے نہیں تھے، غازیان کے ساتھ کی خوشی تھی۔۔۔!

اسی غمی خوشی کے عالم میں وہ دونوں آسٹریلیا کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔۔۔۔!

****

انہیں آسٹریلیا آئے چھ آٹھ ماہ گزر چکے تھے۔۔۔!

آسٹریلیا آنے کے اگلے مہینے ہی وہ دونوں ہنی مون کے لئے چلے گئے تھے۔۔۔۔ !

پھر واپس آ کر غازیان کاموں میں اتنا مصروف ہو گیا کہ پاکستان انکا رابطہ کافی کم ہو گیا تھا۔۔۔۔!

آج چونکہ اتوار تھا اور دونوں ہی فارغ تھے تو انھوں نے سوچا کہ اسکائپ پہ سب سے بات کی جائے۔۔۔۔!

اسکائپ پہ آتے ہی ہانیہ کی سب سے پہلی شکایت۔۔۔۔!

عنایہ تم تو ہمیں بھول ہی گئی ہو اور یہ بتاو کے شادی کے بعد تم زیادہ خوبصورت ہو گئی ہو یا کیمرے کا رزلٹ زیادہ اچھا ہے۔۔۔! (وہ کیمرے میں گھس کر اسے غور سے دیکھ رہی تھی)

اور تم موٹی کتنی ہو رہی ہو اور گال تو دیکھو ٹماٹر ہو رہے ہیں۔۔۔۔!

)عنایہ غازیان اور باقی سب گھر والے بہت خوش تھے کیونکہ عنایہ اور غازیان کے گھر نئی خوشی آنے والی تھی،اور عنایہ سے تو خوشی سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھی وہ بس بات بے بات ہنستی چلی جا رہی تھی(

ارے چلو دو بھی،اب کیا نظر لگاو گی میری بچی کو،لاو لیپ ٹاپ ادھر دو بات کرنی ہے میں نے۔۔۔۔!

اسلام و علیکم امی جی ابو جی کیسے ہیں آپ دونوں۔۔۔!

وعلیکم السلام بیٹا ہم ٹھیک ہیں اللہ کا کرم ہے،تم بتاو تم دونوں کیسے ہو،ماشاءاللہ بہت پیارے لگ رہے ہو ساتھ،اللہ تمہیں یونہی ساتھ خوش رکھے۔۔۔!

آمین! ہم دونوں ٹھیک ہیں امی جی الحمداللہ، آپ لوگوں کی دعائیں ہیں۔۔۔۔!

بچے ہم دونوں کی دعائیں تو ہمیشہ تم لوگوں کے ساتھ ہیں،اور غازیان بیٹا کام کیسا چل رہا ہے تمہارا۔۔۔۔!

اچھا چل رہا ہے انکل،ابھی دو تین دن کی چھٹیاں آنے والی ہیں اس لئے پینڈنگ کام جلدی ختم کرنا ہے اسی میں مصروف رہا۔۔۔!

چلو جلدی سے سارے کام ختم کر کے واپس آ جاو یہاں سب تم دونوں کو بہت یاد کرتے ہیں۔۔۔!

ہمیں بھی آپ لوگوں کی بہت یاد آتی ہے ابو جی،ہم بھی بس جلد سے جلد واپس آنا چاہتے ہیں۔۔۔!

چلو خیر سے آو۔۔۔!

امی جی ہانیہ کی شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی۔۔۔؟

نہیں بیٹا تیاری تو پوری ہے تم لوگ اپنے آنے کا بتاؤ پھر ہی ڈیٹ فائنل کریں گے۔۔۔!

اب تم دیکھو بیٹا میں تمہیں کیسا ستاؤں گی۔۔۔!(عنایہ ہانیہ کو ڈرا رہی تھی)

ہاں ہاں دیکھ لیں گے تمہیں بھی تم آ تو جاؤ پہلے۔۔۔!(ہانیہ بھلا کہاں ڈرنے والوں میں سے تھی)

****

شکر ہے عنایہ تم آ گئیں لاؤ صوفیا کو ادھر لاؤ میری گود میں دو میں بھی تو پیار کروں اپنی نواسی کو۔۔۔!

اور تم دونوں بھی بیٹھو نا،غازیان بچے بیٹھو۔۔۔!

پہلا حق خالہ کا ہوتا ہے لائیں صوفیا کو مجھے دیں(ہانیہ نے جھٹ سے صوفیا کو اپنی گود میں لے لیا تھا)

ارے ارے دھیان سے گرا نا دینا۔۔۔!

نہیں گرائے گی امی جی دے دیں اسے ویسے بھی کچھ دن بعد شادی ہے اسکی پھر ہمارے بچوں کو کہاں خاطر میں لائے گی،اپنے بچے سنبھالے گی۔۔۔!

ہانیہ عنایہ کی طرح حساس اور شرمیلی نہیں تھی اس لیئے اسکی بات پر مسکرا دی لیکن صبا اداس ہو گئیں تھیں۔۔۔!

ہاں عنایہ بیٹا صرف کچھ ہی دن رہ گئے ہیں پھر ہمارے گھر کی رونق دوسرے گھر چلی جائے گی(انکی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں)تم دونوں کے بعد گھر خالی خالی ہو جائیگا۔۔۔!

(وہ دونوں ماں سے لپٹ گئیں)

امی ایسی باتیں کیوں کرتی ہیں، میں آتی رہوں گی نااور عنایہ بھی تو مستقل طور پر پاکستان شفٹ ہو گئی ہے، ہم دونوں آپ کے پاس آتے رہیں گے، ہمارا بھی تو آپ لوگوں کے علاوہ کوئی نہیں ہے نا،اور اگر بہت ہی دکھ ہو رہا ہے تو میں نہیں کر رہی شادی میں یہیں رہوں گی آپ دونوں کے پاس ہمیشہ۔۔۔۔۔!

نہیں بیٹا تم شادی کر لو تمہارا شور شرابا مزید برداشت کرنے کی سکت نہیں ہے ہم بڑھاپے میں۔۔۔!

)لاؤنج میں سب کا ایک زوردار قہقہہ گونجا تھا(

امی یار کیا ہے میری تو کوئی عزت ہی نہیں ہے اس گھر میں، چلی جاوں گی نا پھر یاد آؤں گی۔۔۔!(ہانیہ نے منہ بنا کر کہا تو پھر سب کو ہنسی آگئی)

اچھا اچھا چلو شاباش اب اٹھو جا کر پیکنگ کرو جو کپڑے ہم کل لائے تھے۔۔۔۔۔!

یار میں دلہن ہوں امی اب کیا گھر کے جالے بھی میں نے ہی صاف کرنے ہے۔۔۔!

)اسے اب کوفت ہونے لگی تھی سارے کاموں سے(

اچھا اب زیادہ بکومت کام کرو جا کر اور عنایہ تم میرے ساتھ بازار چلو اتنا کم وقت رہ گیا ہے اور اتنے سارے کام ہیں اور ابھی تک میں نے اپنی بچی صوفیا کو بھی کچھ نہیں دیا۔۔۔۔!

امی آپکی دعائیں ہی کافی ہیں،اور ہانیہ میں واپس آکر تمہاری ہیلپ کروادوں گی(عنایہ نے تیز آواز میں کہا تاکہ کمرے تک آواز چلی جائے)

بہت مہربانی تمہاری(جواب بھی فوراً ہی آیا تھا)

چھوڑو اسے بیٹا چلو چلیں،اور غازیان بیٹا تم تھوڑا آرام کر لو پھر اپنے انکل کے پاس چلے جانا وہ اسٹڈی میں ہیں۔۔۔۔۔!

آنٹی میں بالکل فریش ہوں، کل سے ہم لوگ آرام ہی تو کر رہے ہیں، میں پوچھ لیتا ہوں انکل سے کوئی کام نا ہو۔۔۔۔!

)عنایہ اور غازیان شادی کے کچھ عرصے بعد ہی واپس پاکستان نفیس میاں کے ساتھ شفٹ ہو گئے تھے اور ہانیہ کی شادی اسکے یونیورسٹی فیلو کے ساتھ طے کر دی گئی تھی، تیمور کے والد جاوید صاحب بزنس مین تھے، تیمور بہت اچھے بیک گراؤنڈ سے تعلق رکھتا تھا اس لیئے اس رشتے پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں تھا، تیمور اور ہانیہ دونوں میڈیکل اسٹوڈنٹس تھے اور شادی کے بعد دونوں ہی جاب کا ارادہ رکھتے تھے(

ہیپی برتھ ڈے صوفیا، ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔۔۔!

)صوفیا کی پہلی برتھ ڈے پر زور زور سے وش کرنے والی اسکی اکلوتی خالہ تھی جو اپنی بھانجی کی پہلی سالگرہ پر لیپ ٹاپ کا اسپیکر پھاڑ رہی تھی(

شادی کے چند ماہ بعد ہی تیمور اور ہانیہ کو کینیڈا شفٹ ہونا پڑا تھا، تیمور کو بہت اچھی جاب آفر ہوئی تھی اور ایکسپیرئینس کے لئے اس نے آفر ایکسیپٹ کر لی تھی، کچھ سال کام کرکے انھوں نے واپس آجانا تھا اور اس ٹائم ہانیہ چیخ چیخ کر صوفیا کو وش کر رہی تھی اور وہ بھی خالہ کو دیکھ کر خوشی سے ہاتھ پاؤں مار رہی تھی، ،

سالگرہ کی تقریب کوئی لمبی چوڑی نہیں رکھی گئی تھی کیونکہ نفیس میاں کو یہ سب نہیں پسند تھا بس گھر کے لوگ تھے جو اس خوشی میں شریک تھے۔۔۔۔!

کیک کٹ کرنے سے پہلے ہی صوفیا نے ہاتھ مار کر سارے کیک کا ستیاناس کر دیا تھا اور اب عنایہ کے ڈانٹنے پر روہانسی ہو رہی تھی۔۔۔!

بس کرو عنایہ بچی ہے اب ہو گیا نہ، کیک ہی تو تھا خراب ہو گیا تو کیا ہوا دوسرا آجائے گا۔۔۔!

)عدنان صاحب نے صوفیا کو گود میں اٹھا کر پیار کر کے عنایہ کو سمجھایا، وہ اداس ہوئی تھی تھوڑی دیر پھر نارمل ہو گئی(

****

غازیان سنیں۔۔۔۔!

ہاں بولو۔۔۔۔۔!

اگر آپکو دیر ہو رہی ہے تو ہم بعد میں بات کر لیں گے۔۔۔۔!(غازیان کو عجلت میں کام کرتا دیکھ کر اسے اس وقت بات کرنا ٹھیک نہیں لگا)

اوہ نہیں نہیں یار تم کہو، میں بات سن کر ہی جاوں گا، وہ آج 10 بجے میٹنگ ہے نہ اس لیے جلدی جلدی کر رہا ہوں، تم بولو۔۔۔۔۔ ابھی ایک گھنٹہ ہے پہنچ جاؤں گا۔۔۔۔۔!

غازیان میں جاب کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔!

سوری کیا کہا تم نے۔۔۔؟(اسے لگا اس سے سننے میں غلطی ہوئی ہے بھلا عنایہ کو جاب کی کیا ضرورت)

میں جاب کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔!

جاب۔۔۔۔لیکن کیوں؟

)کیا تمہیں کسی چیز کی کوئی کمی ہے؟؟(

غازیان الحمداللہ مجھے کوئی کمی نہیں ہے، میں بس ابو جی کو سپورٹ کرنا چاہتی ہوں 6 ماہ پہلے امی جی کی اچانک موت نے ابو جی کو بہت کمزور کر دیا ہے(صبا بیگم دل کے دورے کے باعث 6 ماہ قبل خالق حقیقی سے جاملی

تھیں اور انکی موت کا صدمہ ہر ایک کو تھا ہانیہ انکے آخری وقت میں ساتھ نہ ہونے کے باعث کافی چپ چپ اور اداس ہو گئی تھی اور عدنان صاحب کی حالت تو اس شخص جیسی ہو گئی تھی جسکی زندگی میں کچھ بچا ہی نہ ہو، ایک بہترین شریک حیات سے بچھڑنے کا غم انسان کو کھا جاتا ہے)

دیکھیں غازیان ابا جی نے ساری زندگی ہم دونوں بہنوں کے لیے بہت محنت کی ہے لیکن اب وہ کام نہیں کر سکتے، وہ کمزور ہو گئے ہیں، بیمار ہو گئے ہیں، اگر ہمارا کوئی بھائی ہوتا تو آج انکا سہارا بنتا، میں انکا بیٹا بننا چاہتی ہوں انہیں آرام دینا چاہتی ہوں۔۔۔۔!

ساری زندگی کی جما پونجی انھوں نے ہمارے آرام، ہماری شادیاں، امی جی کے علاج پر لگا دی اور آج جب انہیں آرام کی ضرورت ہے تو ہم کیا انکے لیے کچھ نا کریں۔۔۔۔؟ اور ویسے بھی اتنی پڑھائی کا فائدہ اگر کسی کام ہی نہ آئے تو۔۔۔! (بات کرتے کرتے عنایہ کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں)

عنایہ تم پلیز رومت، دیکھو میں جانتا ہوں تم ٹھیک کہہ رہی ہو، لیکن ہماری بیٹی کا تو سوچو، اسکا خیال کون رکھے گا صوفی صرف دو سال کی ہے یار اسے بھی تو تمہاری ضرورت ہے، تم بھی اپنی جاب میں مصروف ہو جاوگی تو اسکا کیا ہوگا اور بابا، وہ بھی تو اکیلے ہو جائینگے نا، اور جہاں تک عدنان انکل کی بات ہے تو وہ میرے لئے بابا جیسے ہی ہیں، میں ہوں نا میں انکا خیال رکھوں گا، تمہیں اس سب کے لئے خوار ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔!

وہ کبھی آپ سے مالی مدد نہیں لیں گے۔۔۔۔!

کیوں میں انکا بیٹا نہیں ہوں کیا۔۔۔!

لیکن آپ انکے داماد ہیں وہ کبھی آپ سے پیسے نہیں لیں گے۔۔۔!

اور جہاں تک سوال ہے صوفیا کا، ہم میڈ رکھ لیں گے، جو اسکے ساتھ رہے گی۔۔۔! اور میں کوئی ایسی جاب ڈھونڈلوں گی جسکی ٹائمنگ کم ہو۔۔۔۔۔ میرا باقی کا سارا ٹائم صوفیا بابا اور آپ کے لیے ہو گا، آپ کو کوئی مسئلہ نہیں ہو گا، کوئی شکایت نہیں ہو گی میں سب مینیج کرلوں گی۔۔۔۔!

عنایہ میں بہت لیٹ ہو گیا ہوں اور میں اس مسئلے پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔۔۔! (وہ کہنے کے بعد رکا نہیں تھا)

غازیان بات تو سنیں۔۔۔۔!

اللہ حافظ۔۔۔۔!

****

السلام و علیکم ہانیہ کیسی ہو۔۔۔!

و علیکم السلام میں بالکل ٹھیک تم کیسی ہو۔۔۔۔!

میں بھی الحمد اللہ ٹھیک۔۔۔! کینیڈا کا موسم کیسا ہے۔۔۔!

یہاں کا موسم تو ٹھنڈا ہے، تم بتاو تمہارے موسم کو کیا ہوا۔۔۔۔؟

کیا مطلب میرا موسم؟؟

یہی یار عنایہ موڈ خراب لگ رہا ہے تمہارا، اداس ہو؟؟

یار ہانیہ میں نے غازیان سے جاب کیلیے پوچھا تھا۔۔۔!

اوہ تو کیا کیا بھائی نے؟؟

انہوں ے منا کر دیا۔۔!

اچھا۔۔۔!

کیا اچھا یار تم تو کہتی تھیں وہ مان جائیں گے دیکھو یار انہوں نے تو منا کر دیا۔۔۔!

مان جائیں گے یار تھوڑا ٹائم دو انہیں۔۔۔!

ہانیہ تمہیں اب بھی لگتا ہے کہ وہ مان جائیں گے۔۔۔!

ہاں یار مان جائیں گے ان شاءاللہ، تم پریشان نہ ہو۔۔۔!

یار ہانیہ مجھے نہیں لگتا کہ وہ مانیں گے، شادی کے ان سارے سالوں میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ وہ میری بات پوری سنے بغیر چلے گئے ہوں، یا مجھے مسکرا کر دیکھے بغیر چلے گئے ہوں یا کبھی آفس سے آکر میری طرف دیکھا تک نہ ہو۔۔۔!

عنایہ تم اس جاب کے چکر میں اپنے اور غازیان بھائی کے تعلقات خراب مت کرنا، اللہ ہے ناوہ بہتر راستہ نکالے گا، اگر غازیان بھائی خوشی سے اجازت دیں تو ٹھیک ورنہ تم دوبارہ ان سے جاب کی بات نا کرنا۔۔۔!

اچھا یار بابا کو دوا دینی ہے بعد میں بات کروں گی، اور تم اپنا بہت خیال رکھنا ہانیہ۔۔۔!

ہاں، اللہ حافظ۔۔۔!

****

چار دن ہو گئے ہیں مزید کتنے دن اپنا موڈ خراب رکھنا ہے، کھانا بھی ٹھیک سے نہیں کھا رہی ہو، کیا ہو گیا ہے یار ابو بھی پریشان ہو رہے ہیں۔۔۔! (غازیان کو اب عنایہ کا رویہ پریشان کر رہا تھا)

کچھ نہیں ہوا غازیان مجھے نیند آرہی ہے آپ بھی سو جائیں۔۔۔!

یار کیسے سو جاؤں، اچھا سنو تم اپنے نام سے پیسے بھیج دیا کرنا۔۔۔!

ہم نے اس مسئلے پر دوبارہ بات نہیں کرنی تھی ناغازیان آپ ہی نے کہا تھا۔۔۔!

کرنی تو نہیں تھی لیکن تم جانتی ہو میں تمہیں خفا نہیں دیکھ سکتا اور دیکھو پورے گھر کا ماحول ڈپریسڈ ہو رہا ہے۔۔۔!

تو غازیان آپ مان جائیں نا پلیز ابو جی کو ضرورت ہے میری۔۔۔!

اور مجھے۔۔۔۔۔۔!(عنایہ کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے وہ اتنی اداسی سے بولا کہ عنایہ چند لمحے کچھ کہہ ہی نا سکی)

"پھر کچھ سنبھل کر بولی"میں آپ کے ساتھ ہی تو ہوں، جب آپ گھر پر ہوں گے تب میں بھی ہوں گی۔۔۔۔۔۔۔گھر بالکل ایسا ہی چلتا رہے گا آپ مان جائیں۔۔۔!

تمہاری مرضی۔۔۔۔۔۔!(وہ رخ پھیر کر خفگی سے بولا)

ایسے نہیں نا پلیز موڈ بھی ٹھیک کریں۔۔۔!

اف اوکے اگر تم اسی میں خوش ہو تو ٹھیک ہے عنایہ، لیکن صوفیا کے لیے میڈ دیکھ بھال کے رکھنا، میں اپنی بیٹی کے بارے میں غیر ذمے داری بالکل برداشت نہیں کروں گا۔۔۔!

جو حکم۔۔۔!(عنایہ نے چہکتے ہوئے دونوں بازو غازیان کے گرد حائل کر لیے تھے)

تم بہت تیز ہو گئی ہو یار اور یہ بہت بری بات ہے۔۔۔!(غازیان نے بھی مصنوعی ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے اسے خود سے لگا لیا تھا)

آپ ہی سے سیکھا ہے جناب۔۔۔!

اوہ اچھا۔۔۔!

جی۔۔۔!

****

#دو_سال_بعد

شادی کے ان پانچ سالوں میں یہ پہلا شدید جھگڑا ہے عنایہ ہمارا اور وہ بھی تمہاری فضول سی ضد کی وجہ سے،

کیا تمہاری جاب ہمارے رشتے سے زیادہ امپورٹنٹ ہے۔۔۔!

نہیں غازیان میرے لئے رشتے زیادہ امپورٹنٹ ہیں اور یہ سب میں ابو کے لئے کر رہی ہوں، شادی کے بعد میرا ان سے رشتہ ختم تو نہیں ہو گیا نا، ان دو سالوں میں وہ مکمل طور پر مجھ پر انحصار کرنے لگے ہیں اور اگر اب میں پیچھے ہٹ جاؤں گی تو انکا کیا ہو گا۔۔۔!

تو اس کے لیے تم اپنی بیٹی کو مرنے دو گی۔۔۔!

اللہ نا کرے کہ صوفیا کو کچھ ہو۔۔۔!(وہ تڑپ گئی تھی)

صوفیا کو تمہاری ضرورت ہے اور یہ بات تمہاری سمجھ میں کیوں نہیں آ رہی عنایہ۔۔۔!

وہ میری جان ہے غازیان آپ جانتے ہیں یہ بات اسے تھوڑا سا فلو ہے جلد ٹھیک ہو جائیگا ان شاءاللہ۔۔۔!

واہ یار کتنی آسانی سے تم نے کہہ دیا کہ بس تھوڑا سا فلو ہے، ایسی لاپرواہیاں میں پہلے بھی نوٹس کر چکا ہوں تمہاری، لیکن تم ماں ہو جانتا ہوں تمہیں فکر ہے اسکی لیکن اب حد ہو گئی ہے اسے فلو ہے اور تم مزید ایک دن کی چھٹی نہیں کر سکتیں اسکے لیئے۔۔۔!

غازیان میں پہلے ہی تین دن کا آف لے چکی ہوں آفس سے، اس مہینے سات (7) دن کی چھٹیاں ہو گئیں ہیں مزید چھٹیوں پہ نکال دیں گے وہ مجھے۔۔۔!

FOR GOD SAKE

عنایہ بھاڑ میں جائے تمہارا آفس (وہ ایک دم غصے سے دھاڑا تھا)

صوفیا کے رونے نے اسے مزید چیخنے سے روک دیا تھا، عنایہ نے اسے پہلی بار اتنے غصے سے چلاتے ہوئے دیکھا تھا اس لیے وہ خود بھی سہم گئی تھی ،اس کے لئے غازیان ہمیشہ بہت محبت کرنے والا، نرم مزاج، ٹھنڈے اعصاب کا بہت مہربان شوہر رہا تھا اسکا یہ رویہ عنایہ کا دل توڑ رہا تھا۔۔۔!

غازیان کو خود بھی اپنے رویے پر حیرت تھی، اور جب اس نے عنایہ کو دیکھا جو صوفیا کو دوبارہ سلانے کی کوشش کر رہی تھی، خاموش بیٹھی تھی، جسکے آنسو بھی خاموش روانی سے بہہ رہے تھے، تب اسے اپنے رویے پر حیرت کے ساتھ ساتھ شرمندگی بھی ہوئی، وہ جانتا تھا عنایہ اسکے اس رویے کی عادی نہیں تھی، اس نے تو اسے کبھی سخت ہاتھ سے چھوا تک نہیں تھا۔۔۔!

وہ جانتا تھا وہ بہت ہرٹ ہوئی ہے، عنایہ کے آنسو دیکھ کر غازیان کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔۔۔!

وہ وہیں عنایہ کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا، اور عنایہ کے دونوں ہاتھ محبت سے تھام لیے۔۔۔! (صوفیا تب تک دوبارہ سو چکی تھی)

عنایہ دیکھو میری طرف۔۔۔! (اس نے اسکا چہرہ اپنی طرف پھیر لیا تھا)

میں بہت محبت کرتا ہوں تم سے اور صوفیا سے، بہت چاہتا ہوں، مجھے تمہارا یوں تھکنا اور صوفیا کا (suffer) کرنا اچھا نہیں لگتا، میں نے تمہیں کبھی انکل کی مدد کرنے سے منع نہیں کیا، میں تمہیں خود

اتنی ہی رقم دے دیا کروں گا جو تمہیں آفس سے ملتی ہے، تم خود کو ہلکان کرنا چھوڑ دو، صوفیا چار سال کی ہو گئی ہے میں تو ہمارے Next Baby کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔۔۔۔!

ہماری بھی تو فیملی ہے، ہمیں بھی تو تمہاری ضرورت ہے، میں اپنے رویے کے لیے معافی چاہتا ہوں میں کبھی تم سے ایسے بات نہیں کرنا چاہتا تھا، میں شرمندہ ہوں۔۔۔۔!

میں بس صوفیا کی وجہ سے پریشان تھا، مجھے معاف کر دو پلیز۔۔۔۔!

پہلے میں نے تمہاری بات مان کر تمہیں جاب کی اجازت دی تھی نا، تم نے دو سال اپنی مرضی سے جاب کی نا اب میرے کہنے پر اپنی بیٹی کے خاطر یہ جاب چھوڑ دو۔۔۔۔!

وہ یہ کہہ کر رکا نہیں تھا چلا گیا تھا ، کمرے سے نہیں گھر سے بھی، وہ عنایہ سے نظر نہیں ملا پا رہا تھا، کچھ دیر ٹھنڈی ہوا میں سانس لینا چاہتا تھا، ریلیکس کرنا چاہتا تھا خود کو۔۔۔۔!

)عنایہ نے جاب چھوڑ دینے کا فیصلہ کر لیا تھا وہ غازیان کو کسی صورت ناراض نہیں کر سکتی تھی وہ اسکے لیے سب سے اہم تھا، سب سے ضروری، سب سے خاص، اس نے مزید کچھ بھی سوچے بغیر یہ فیصلہ کر لیا تھا لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ زندگی اسے ایسا کرنے کا موقع نہیں دینے والی تھی، جاب کرنا اور کرتے رہنا اسکی قسمت میں لکھا جا چکا تھا(

وہ یونہی بے وجہ سڑکوں پر گاڑی گھماتا رہا، گھر جانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی، رات کے 12 بجے سڑکیں خالی ہونا شروع ہو گئیں تھیں، مسافر اپنی اپنی منازل کی طرف رواں دواں تھے، وہ کب سنسان علاقے میں

گاڑی لے آیا اسے پتا ہی نا چلا، سامنے سے ایک بڑی گاڑی یا شاید ٹرک چلا آرہا تھا، اسکی تیز لائٹس کی وجہ سے اسکی آنکھیں چندھیا گئیں تھیں۔۔۔!

اس نے بریک مارنا چاہا، گاڑی موڑنی چاہی، لیکن تب تک وہ بڑی گاڑی یا ٹرک اسے ہٹ کر چکا تھا، بس ایک لمحے کا عمل تھا، اسکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا، سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا ہوا ہے، اسے ہوش آرہا تھا جا رہا تھا، جیسے دماغ آہستہ آہستہ کام کرنا چھوڑ رہا ہو، جیسے دماغ ماوءف ہو رہا ہو، لوگ آس پاس جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔۔۔!

اس نے سب کو خود پر جھکتے دیکھا، تکلیف کا احساس شدید تھا لیکن سمجھ نہیں آرہا تھا کہ تکلیف کہاں ہو رہی ہے، خون سے کپڑے سرخ ہوتے جا رہے تھے لیکن خون کہاں سے بہہ رہا تھا بتانا مشکل ہے۔۔۔!

پھر اس نے کچھ لوگوں کو خود کو اٹھاتے ہوئے دیکھا وہ اسے کسی چیز پر لٹا رہے تھے اسکی آنکھوں کے سامنے عنایہ اور صوفیا کا کھلکھلاتا ہوا چہرا آیا، کچھ دن پہلے سنڈے کو وہ دونوں اسے اٹھانے کے جتن کر رہی تھیں، وہ دونوں اسکے پاس بیڈ پر بیٹھی تھیں، صوفیا خاموشی سے ماں کے بالوں کی لٹ پکڑ باپ کے کان میں ڈال کر تنگ کر رہی تھی، جیسے ہی انہیں احساس ہوا کہ وہ اسے تنگ کرنے میں کامیاب ہو گئی ہیں کھل کر ہنس پڑیں اس وقت غازیان خود کو بہت خوش قسمت محسوس کر رہا تھا اپنی مکمل فیملی کو خوش باش دیکھ کر، یہ سب سوچ کر اسکا چہرا اتنی تکلیف میں بھی مسکرا اٹھا تھا۔۔۔!

پھر اس نے دیکھا اسے اٹھا کر ایمبولینس میں لٹایا جا رہا ہے، اسکی آنکھوں کے سامنے ہر منظر دھندلا گیا پھر اسکے ذہن کے پردے پہ نفیس میاں کا چہرا بنا پھر مٹا پھر بنا۔۔۔!

ابھی گھر سے نکلتے وقت انہوں نے اسے روک کر پوچھا تھا کہ میرے بیٹے نے بیوی پر چیخنا کہاں سے سیکھا۔۔۔!(وہ سب سن چکے تھے)

اس بات پر غازیان نے سر جھکا لیا تھا،اس سے کچھ کہا نہیں گیا۔۔۔!

پھر انہوں نے پوچھا، کہاں جا رہے ہو اس وقت۔۔۔۔!

بابا بس تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔۔۔۔!

جلدی آنا۔۔۔!

جی بابا۔۔۔!

"غازیان باپ کا فرمانبردار بیٹا تھا کبھی باپ سے جھوٹ نہیں کہا تھا لیکن اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ اسکے آخری الفاظ جھوٹ ثابت ہونے والے تھے"

اپنے پیاروں کا چہرا باری باری اسکے دماغ میں گھوم رہا تھا کہ آپریشن تھیٹر کی تیز لائٹس نے اسے اندھا کر دیا تھا اسکی آنکھوں سے وجود کے اندر تک سب اندھیر ہو گیا تھا۔۔۔۔!

****

کیا ہوا عنایہ بیٹا رات کا ایک بج رہا ہے اس وقت یہاں کیوں ٹہل رہی ہو۔۔۔!(نفیس میاں پانی پینے اٹھے تھے عنایہ کو ٹہلتے دیکھا تو پوچھے بنا نا رہ سکے)

بیٹا میاں بیوی میں ایسے چھوٹے موٹے جھگڑے ہو جاتے ہیں جاو اب اندر جا کر سو جاو اور صبح تک ساری خفگی ختم کر لینا۔۔۔۔!

کیسی خفگی بابا، نہ میں ان سے خفا ہوں نہ وہ مجھ سے، بس کچھ باتیں نہ وہ مجھے سمجھا پا رہے تھے نہ میں سمجھ رہی تھی، لیکن اب سمجھ گئی ہوں سب ٹھیک ہو گیا ہے، وہ تو اپنے رویے پر مجھ سے معافی بھی مانگ کر گئے تھے ----!

پھر، پھر کیا مسئلہ ہے کیوں جاگ رہی ہو بیٹا اندر جا کر سو جاو---!

بابا ایک بج رہا ہے وہ ابھی تک گھر نہیں آئے وہ کبھی اتنی لیٹ نائٹ تک باہر نہیں رہے، میں کب سے کال کر رہی ہوں بیل جا رہی ہے وہ اٹھا نہیں رہے ایسا کبھی نہیں ہوا بابا، وہ اگر بزی بھی ہوتے ہیں تو فری ہوتے ہی کال بیک کر لیتے ہیں، لیکن اب تو مسلسل بیل جانے پر بھی نہیں اٹھا رہے---!

بابا میرا بہت دل گھبرا رہا ہے، وہ ایسا کبھی نہیں کرتے، پھر کیوں کر رہے ہیں، کیا وہ اب بھی مجھ سے خفا ہیں، کیا اس لیے وہ فون نہیں اٹھا رہے---!(وہ وہیں روتے ہوئے ہلکان سی صوفے پر بیٹھ گئی تھی)

کیا کہہ رہی ہو بیٹا، وہ ابھی تک گھر نہیں آیا تو آپکو مجھے بتانا چاہئے تھا، وہ کہہ کر گیا تھا کہ جلدی آجائے گا، پھر اتنی دیر کیوں ہو گئی اسے---!(وہ بھی حقیقتاً پریشان ہو گئے تھے کیونکہ غازیان نے کبھی اتنی لاپرواہی نہیں کی)

جی بابا وہ نہیں آئے آپ کچھ کریں نا پلیز مجھے ڈر لگ رہا---!

اتنے میں ٹیلیفون کی بیل بجتی ہے---!

میں دیکھتا ہوں---!

ایک بیل، دوسری بیل، ہیلو----!

دوسری طرف سے کچھ پوچھا گیا تھا----!

جی میں ہوں۔۔۔!

پھر دوسری طرف سے کچھ کہا گیا۔۔۔۔!

اس بار عنایہ نے انکا رنگ فق ہوتے دیکھا، جیسے کسی نے انکے جسم سے سارا خون نچوڑ لیا ہو، پھر انکے ہاتھ سے ریسیور گرا تو وہ بھاگ کر انکے پاس آگئی۔۔۔!

بابا، بابا کیا ہوا ہے، کس کا فون تھا، کچھ تو بولیں۔۔۔!

ہیلو، (اس نے ریسیور کان سے لگا کر پوچھا لیکن دوسری طرف سے لائن کٹ چکی تھی)

پھر وہ دوبارہ نفیس صاحب کو ہلانے لگی، بابا پلیز کچھ تو بولیں مجھے ڈر لگ رہا ہے کس کا فون تھا۔۔۔؟

ہاسپٹل سے فون تھا۔۔۔۔!

ہاسپٹل سے کیوں۔۔۔! (لفظ اسکی زبان سے ٹوٹ ٹوٹ کر ادا ہو رہے تھے)

غازیان کا ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے بہت بری حالت میں ہاسپٹل پہنچایا گیا ہے۔۔۔!

عنایہ بس خالی خالی نظروں سے انہیں تکے جا رہی تھی، جیسے سمجھ نا پائی ہو کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں ابھی تو غازیان گھر سے بالکل ٹھیک ٹھاک نکلا تھا۔۔۔!

دونوں اپنی اپنی جگہ سن بیٹھے رہے، جیسے پتا ہی نا ہو کہ اب کیا کرنا ہے، پھر کس طرح وہ اٹھے، کس طرح ہاسپٹل پہنچے انہیں کچھ یاد نہیں تھا وہ تو اپنے حال سے بیگانا تھے۔۔۔۔!

ان دونوں کی دنیا جو الٹ گئی تھی۔۔۔۔!

****

ہاسپٹل آکرانہیں پتا چلا کے ٹرک سے ایکسیڈینٹ ہوا ہے، پوری کی پوری گاڑی کچلی گئی ہے، ٹرک ڈرائیور موقعہ واردات سے فرار ہو گیا تھا وہاں سے گزرنے والوں نے دیکھا تو اسے ہاسپٹل لے آئے اور اب کافی دیر سے وہ آپریشن تھیٹر میں ہے اور ڈاکٹرز اب تک باہر نہیں آئے ہیں، تو اسکی حالت کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔۔۔!

اور آخری بات کو چھوڑ کر انہیں اور کوئی بات سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔!

ہاسپٹل میں آپریشن تھیٹر کے سامنے بینچ پر بیٹھ کر انکا بت ٹوٹا تھا، آنسوؤں کا ریلا تھا یا سیلاب سب بند توڑ کر نکلا تھا۔۔۔!

دل تھے کے دعائیں کرتے کرتے نہیں تھک رہے تھے، آنسو تھے کے بہے جا رہے تھے، اور لب تھے کے بالکل خاموش۔۔۔!

آپریشن تھیٹر کی ریڈ لائٹ بند ہوئی تو دونوں ایک ساتھ کھڑے ہو گئے، ڈاکٹرز باہر آتے دکھائی دے رہے تھے، ایک ڈاکٹر ان دو مجسموں کے پاس آکر رکا، تسلی دی، بتایا کے خون بہت بہہ گیا ہے، سر پر گہری چوٹیں آئی ہیں، اور گاڑی کے شیشوں نے پورے جسم کو زخمی کر دیا ہے، اگلے 24 گھنٹے اسکے لیے ضروری ہیں، اگر 24 گھنٹوں میں اسے ہوش نہ آیا تو وہ قومہ میں جا سکتا ہے یا اسکی جان بھی جا سکتی ہے یا ہو سکتا ہے کہ اسے ہوش آجائے لیکن اسے کچھ یاد نا ہو، دو چار اور باتیں کہہ کر ڈاکٹر چلا گیا اور وہ مجسمے وہیں کے وہیں کھڑے رہ گئے، در حقیقت انکے پیروں تلے زمین نکل چکی تھی۔۔۔!

جب عنایہ اس فیز سے نکل کر ہوش میں آئی تب اسے ساری باتیں یاد آئیں، ڈاکٹر نے جو کہا، اپنا اور غازیان کا جھگڑا، اپنی ضد، غازیان کا معافی مانگنا اسے ہر ہر بات یاد آرہی تھی وہ نفیس کے گلے لگ کر ٹوٹ کر رو دی،

اسکے آنسوؤں نے نفیس کو بھی پگھلا دیا تھا وہ اسے بہلاتے بہلاتے خود چھوٹے بچوں کی طرح رو رہے تھے۔۔۔!

صوفیا کو وہ لوگ گھر پر میڈ کے پاس چھوڑ آئے تھے اور عدنان صاحب کو ابھی تھوڑی دیر پہلے نفیس نے فون کر کے اطلاع دی تھی وہ گھر سے نکل گئے تھے بس پہنچنے والے تھے۔۔۔!

عدنان صاحب کو سامنے سے آتا دیکھ کر عنایہ کے تھمتے تھمتے آنسوؤں میں پھر سے روانی آگئی تھی وہ باپ کے سینے میں منہ چھپائے بس روئے جا رہی تھی، جیسے ماں کے مرنے پر روئی تھی یا شاید اس سے بھی زیادہ۔۔۔!

یہ 24 گھنٹے ان سب کی زندگیوں کے طویل ترین 24 گھنٹے تھے، جسے جو آتا تھا پڑھ ڈالا تھا، جتنی دعائیں تھیں سب مانگ لی تھیں، عنایہ نے ان 24 گھنٹوں میں ان گنت نوافل پڑھ لیے تھے، لیکن اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا غازیان کو ہوش نہیں آیا تھا ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ اسکا دل تو کام کر رہا ہے دماغ نہیں کر رہا وہ قومہ کی حالت میں ہے، وہ ایک دن میں بھی ہوش میں آسکتا ہے، ایک ہفتے میں بھی، ایک سال میں بھی یا شاید کبھی نہیں اور ممکن ہے کہ ہوش آنے کے بعد اسکے جسم کا کوئی اعضاء مفلوج بھی ہو سکتا ہے۔۔۔!

48 گھنٹے پہلے تک سب ٹھیک تھا بس صوفیا کو معمولی سا بخار تھا اور اب 48 گھنٹے بعد صوفیا بالکل ٹھیک تھی لیکن باقیوں کی زندگی کو ایک ویرانے نے اپنے گھیرے میں لے لیا تھا۔۔۔!

****

وقت گزرتا گیا لیکن غازیان کو ہوش نہیں آیا تھا، اس حادثے کو ایک سال ہو گیا تھا، اس ایک سال میں بہت کچھ بدل گیا تھا، سب کی زندگیاں نارمل ہو گئیں تھیں لیکن ایک خالی پن در آیا تھا، غازیان کے بعد کاروبار

بالکل ٹھپ ہو گیا تھا، عنایہ کو دل کا بوجھ ساتھ لیکر دوبارہ جاب شروع کرنا پڑی تھی،اب غازیان کی ذمہ داریاں بھی اسکے نازک کندھوں پر آگئیں تھیں،اب اسے دو دو گھر سنبھالنے تھے،غازیان کے ہاسپٹل کے بلز بہت زیادہ تھے، نفیس صاحب جسمانی طور پر تو کمزور ہو ہی گئے تھے ساتھ میں انکے مالی حالات بھی روز بروز خراب ہوتے جا رہے تھے،ہانیہ اور تیمور واپس پاکستان آگئے تھے انکا پیارا سا تین سال کا گول مٹول بیٹا تھا جو ہانیہ اور عنایہ کا مکسچر تھا۔۔۔۔!

آج صوفیا کے اسکول کا پہلا دن تھا اس دن سے متعلق غازیان اور عنایہ نے ملکر بہت کچھ سوچا تھا لیکن زندگی نے غازیان کو اتنی مہلت نہیں دی تھی۔۔۔!

انھوں نے سوچا تھا کہ غازیان کر ساتھ عنایہ بھی اسے اسکول ڈراپ کرنے جائے گی اسے کیا پتا تھا کہ اسے اکیلے ہی جانا پڑے گا،سوچا تھا کہ واپسی پر آئسکریم کھانے جائیں گے، یہ بھی عنایہ کو اکیلے ہی کرنا پڑا۔۔۔!

لیکن وہ معصوم سی بچی بہت چھوٹی تھی ابھی وہ باپ کی کمی اور ماں کی تکلیف کو نہیں سمجھ سکتی تھی،اسے نہیں معلوم تھا کہ اسکا باپ کیوں گزشتہ ایک سال سے ہاسپٹل میں تھا،اسے نہیں پتا تھا کہ کیوں اسکی ماں کی آنکھیں ہنستے ہنستے بھیگ جاتی تھیں، کیوں وہ دن رات خود کو دنیا کے کاموں میں لگائے رکھتی تھی،ابھی تو وہ معصوم زندگی کی اذیتوں سے انجان تھی اس لیے بہت لطف اندوز ہوتے ہوئے صرف آئسکریم کی طرف متوجہ تھی۔۔۔!

صوفیا کو ایک سال پہلے اسکول میں داخل کروانا تھا لیکن غازیان کے حادثے نے صوفیا سے اسکا ایک تعلیمی سال بھی چھین لیا تھا۔۔۔!

زندگی کتنی آسانی سے ہم سے ہمارے اپنے، ہمارے خواب چھین لیتی ہے نا، ہم سوچتے ہیں کہ اگر ہمارے پیاروں کو کچھ ہو گیا تو ہم مر جائیں گے، ہم کیسے جئیں گے، اگر ہم سے ہمارے مقصد حیات چھن گیا تو پھر زندہ رہنے کا فائدہ، ہم نہیں سوچتے کہ ہمارے مستقبل میں کیا لکھا ہے بس ہم بغیر سوچ سمجھے مستقبل کے پلینز بناتے ہیں اور یہ سوچتے ہیں کہ اگر ایسا نہ ہوا تو ہم مر جائیں گے، اگر جس سے ہمیں محبت ہو وہ ساتھ نا ہو تو ہمیں لگتا ہے کہ ہمارے جینے کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہم جی ہی نہیں سکتے، زندگی تو بس اسکے ساتھ ہے، لیکن ایسا نہیں ہوتا، انسان بڑی سخت جان ہے، جو بات خیال میں بھی نہیں سوچ سکتا وہ جب ہوتی ہے تو خاموشی سے سہہ لیتا ہے، کوئی نہیں مرتا کسی کے فراق میں، ہاں زندگی میں خلاء رہ جاتا ہے، اور اس خلاء کو کوئی بھر نہیں سکتا، لیکن زندگی موت کے علاوہ کسی نقطے پر نہیں رکتی، اور یہی زندگی ہے جو چلتی رہتی ہے۔۔۔!

ابھی بھی عنایہ اور صوفیا اس بات سے بے خبر تھیں کہ چھ ماہ بعد انہوں نے ایک اور نقصان اٹھانا ہے۔۔۔!

****

انہیں گھر بیچنا تھا، عنایہ غازیان کے ہاسپٹل کے بلز نہیں بھر پا رہی تھی، آہستہ آہستہ نفیس صاحب کا سارا اثاثہ بکتا جا رہا تھا یہ انکے لیے تکلیف دہ بات تھی اور اس سے زیادہ تکلیف دہ بات یہ تھی کہ اس سب کے بعد بھی وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو بچا نہیں پا رہے تھے نا ہی اپنی بہو کی تکلیف دور کر پا رہے تھے وہ بہت اذیت میں تھے ڈیڑھ سال ہونے والا تھا اور غازیان کی حالت میں کوئی بہتری نہیں آئی تھی، وہ خود کمزور ہوتے جا رہے تھے۔۔۔!

انہیں اپنا گھر بیچنا تھا، ایک دوسرے اپارٹمنٹ میں شفٹ ہونا تھا، عنایہ پورے پورے دن پیکنگ میں لگی رہتی تھی، صوفیا کا اسکول، عنایہ کی جاب اور پھر شفٹنگ، نفیس صاحب کے لئے عنایہ کو اس طرح ہلکان ہوتے دیکھنا بھی تکلیف دہ تھا، عنایہ صرف بہو نہیں بیٹی تھی۔۔۔!

وہ اپنی اسٹڈی ٹیبل کے سامنے بیٹھے عنایہ کے لئے بہت کچھ لکھ رہے تھے۔۔۔!

عنایہ بیٹا مجھے دکھ ہوتا ہے تمہارے لئے، غازیان تم سے بہت محبت کرتا تھا اور تم کتنی محبت کرتی ہو دیکھ رہا ہوں، میں تکلیف میں ہوں کیونکہ تمہاری مدد نہیں کر پارہا، بیٹا میں بہت محبت کرتا ہوں غازیان سے وہ میرا اکلوتا بیٹا تھا اور بہت اچھا بیٹا تھا، میرا فخر تھا وہ، میرا خیال رکھتا تھا، وہ مجھے بچوں کی طرح سنبھالتا تھا، مجھ سے اسکو اس طرح نہیں دیکھا جاتا، میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ اسے ٹھیک کردے، اسکی ساری تکلیف میرے حصے میں ڈال دے، میرا دل چاہتا ہے میں مر جاؤں، میری تکلیف ختم ہو جائے اور تم سے بھی ایک اضافی بوجھ کم ہو اور بیٹا میرا دل کہتا ہے کہ میں اب اور زندہ نہیں رہوں گا ایسا لگتا ہے میں پر سکون ہونے والا ہوں، میری اذیت دور ہونے والی ہے، میری تکلیف ختم ہونے والی ہے، اللہ کرے غازیان بالکل ٹھیک ہو جائے، تم لوگ ایک بہت اچھی پر سکون اور مکمل زندگی گزارو، اور اللہ تمہارے نصیب میں آسانیاں لکھے اور تمہاری آزمائش ختم کرے۔۔۔!

(آمین)

(کہتے ہیں نہ کوئی بھی وقت قبولیت کا ہو سکتا ہے تو وہ وقت قبولیت کا تھا)

وہ اپنے دل کا سارا بوجھ سیاہی کے ساتھ کاغذ پر اتار کر پر سکون ہو گئے تھے، انکی دعا قبول ہوئی تھی انہیں سکون مل گیا تھا۔۔۔۔۔!

****

صوفیا آپ روم میں جائیں میں اپ کے دادو کو دودھ دے کر آتی ہوں۔۔۔!

اوکے ماما۔۔۔!

بابا دروازہ کھولیں۔۔۔!(اس نے دروازہ بجایا)

بابا۔۔۔!(دوبارہ بجایا)

بابا دروازہ کھولیں۔۔۔!(تھوڑی دیر رک کر پھر بجایا)

بابا کھولیں نا۔۔۔!(اب کے اس نے گھبرا کر زور سے بار بار دروازہ پیٹا)

لیکن اندر سے کوئی آواز نہیں آئی۔۔۔۔۔!

عنایہ نے دودھ وہیں ٹیبل پر رکھا اور بھاگ کر کچن میں گئی اسے رونا آرہا تھا وہ مزید آزمائش سے نہیں گزر سکتی تھی۔۔۔۔!

وہ سارے گھر کی چابیاں کچن کی دراز میں ہی رکھتی تھی۔۔۔!

وہ چابی لیکر آئی، ایک ایک کر کے چابیاں لگائیں اور ایک چابی سے کلک کی آواز سے دروازہ کھل گیا۔۔۔!

اندر کا منظر اسے ڈرانے کے لئے کافی تھا وہ کسی کو کھونا نہیں چاہتی تھی، اندر نفیس صاحب بیڈ کے پاس گرے پڑے تھے، انکا کمبل بھی ساتھ ہی پڑا تھا جیسے انہوں نے گرنے سے بچنے کے لیے اسکا سہارا لیا ہو، نفیس صاحب کو گرا دیکھ کر اسکی چیخ نکل گئی تھی۔۔۔!

بابا بابا اٹھیں کیا ہوا ہے آپ کو، بابا آٹھ جائیں نا پلیز آپکو اللہ کا واسطہ ہے پلیز اٹھیں، اسکی چیخیں اور رونے کی آواز سن کر صوفیا اور ملازم وغیرہ بھی فورا آ گئے تھے وہ جلدی جلدی انہیں اٹھا کر ہاسپٹل لے کر جا رہے تھے، عنایہ اور صوفیا بھی انکے ساتھ تھیں، عنایہ نے راستے میں ہی عدنان صاحب اور ہانیہ کو فون کر دیا تھا اسے اپنوں کی ضرورت تھی وہ تنہا محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔!

****

سب ہاسپٹل پہنچ چکے تھے اور ہاسپٹل پہنچتے ہی ڈاکٹرز نے انہیں بتا دیا تھا کہ وہ کافی دیر پہلے ہی ختم ہو چکے ہیں، باڈی کو واپس لے جایا جا رہا تھا اور عنایہ اور صوفیا نے ایک اور رشتہ کھو دیا تھا۔۔۔!

****

#چند_ماہ_بعد

ماما آج اسکول میں پیرنٹس ٹیچر میٹنگ ہے آپ چلیں گی نا۔۔۔!

ہاں بچے میں ضرور چلوں گی۔۔۔۔!

اوکے۔۔۔۔!

مسز عنایہ صوفیا اسٹڈیز میں بہت اچھی ہے لیکن پتا نہیں آج کل اسے کیا ہو گیا ہے ٹیچرز پڑھاتی ہیں اور وہ یہاں وہاں دیکھ رہی ہوتی ہے کچھ پوچھو تو بس ہونکوں کی طرح ٹیچر کو دیکھتی رہتی ہے جیسے سوال ہی نا سمجھ آیا ہو۔۔۔!

آئی ایم سوری مس شازیہ میں اسے سمجھاوں گی آیندہ یہ ایسا نہیں کرے گی آپ کو دوبارہ شکایت نہیں ہو گی میں اس کی طرف سے معذرت کرتی ہوں۔۔۔۔!

کوئی بات نہیں مسز عنایہ میں سمجھ سکتی ہوں وہ بچی ہے اسکے لیے یہ سب آسان نہیں ہے، پہلے باپ کی ایسی حالت پھر دادا کا انتقال، لیکن پھر بھی میں نے آپ کو بتانا ضروری سمجھا۔۔۔!

شکریہ مس شازیہ۔۔۔!(یہ کہہ کر وہ رکی نہیں تھی صوفیا کو لے کر باہر آگئی تھی غازیان والی بات اسکے لئے تکلیف کا باعث بنی تھی)

صوفیا جان کیا ہوا ہے۔(اس نے اسے بینچ پر بٹھایا اور خود نیچے اسکے پاس بیٹھ گئی پھر نرمی سے پوچھا)

کچھ نہیں ماما۔۔۔!

بیٹا پھر آپ کی ٹیچر نے شکایت کیوں کی ہے کہ آپکا دل نہیں لگتا پڑھائی میں، کیا آپ پڑھنا نہیں چاہتیں، آگے نہیں بڑھنا چاہتیں۔۔۔۔!

ماما میرا دل چاہتا ہے پڑھنے کو لیکن مجھے کچھ سمجھ ہی نہیں آتا۔۔۔۔!

مجھے دادو یاد آتے ہیں ماما وہ مجھے پڑھاتے تھے۔۔۔!

ماماسب کے بابا انہیں لینے آتے ہیں میرے بابا کیوں نہیں آتے،سب کے بابا میرے سامنے انہیں پیار کرتے ہیں میرے بابا کیوں نہیں کرتے، دادو کرتے تھے لیکن اب وہ بھی مجھے چھوڑ کر چلے گئے، میں اچھی بچی نہیں ہوں کیا جو سب مجھے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔۔۔!

ماما مجھے لگتا ہے آپ بھی مجھے چھوڑ کر چلی جائیں گی۔۔۔!(وہ کہتے کہتے رونے لگی تھی، اتنی سی عمر میں بہت سی باتیں جو دل کو ڈرا رہی تھیں وہ سب زبان پر آگئی تھیں)

آپ میری گڑیا ہو اور کوئی اپنی گڑیا کو کیسے چھوڑ سکتا ہے، میری جان ماما آپکو کہیں چھوڑ کر نہیں جائیں گی، سب آپکو پیار کرتے ہیں بیٹا، نانو بھی تو ہیں، اور رہانیہ آنی بھی تو ہیں اور تیمور انکل وہ بھی تو آپ کو کتنا پیار کرتے ہیں، دادو اچھے انسان تھے نا اس لیے اللہ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا لیکن ہم سب تو ہیں نا آپ کے پاس اور کوئی آپکو چھوڑ کر نہیں جائے گا آپ بس دل لگا کر پڑھا کرو میری جان میرے لیے پڑھا کرو ماما تو آپ سے پیار کرتی ہیں نا۔۔۔!

ماما میں پڑھوں گی بس آپ مجھے چھوڑ کر مت جانا۔۔۔!

میں نہیں جاوں گی آپکو چھوڑ کر، اب آپ جاو کلاس لو میں چھٹی میں آپ کو لینے آؤں گی۔۔۔۔!

اوکے ماما۔۔۔!

****

اسلام و علیکم۔۔۔!

و علیکم السلام عنایہ کدھر ہو۔۔۔!

آج میرا آف ڈے ہے، تو ابھی میں صوفیا کے اسکول سے نکلی ہوں، ہاسپٹل جا رہی ہوں پھر واپسی میں دوبارہ صوفیا کو لیتی ہوئی گھر جاؤں گی، تم بتاؤ خیریت۔۔۔؟

ہاں ہاں خیریت ہے، میں نے اور تیمور نے آؤٹنگ کا پلان کیا ہے، ابھی ہم ابو جی کو پک کرنے جا رہے ہیں، پھر صوفیا کو بھی ہم پک کر لیں گے، اور تم ہاسپٹل میں ہی رہنا ہم تمہیں بھی وہاں سے لے کر پھر چلیں گے۔۔۔!

ہانیہ تم ابو اور صوفیا کو لے جاو میرا دل نہیں چاہ رہا بالکل بھی۔۔۔!

اپنے دل کو گولی مارو، ہمارا پلان خراب مت کرو، اپنی بیٹی کا ہی سوچو وہ ننھی سی جان اتنی سی عمر میں کتنے اسٹریس سے گزر رہی ہے، باہر جائے گی تو تھوڑا فریش ہی ہو جائے گی، اچھا فیل کرے گی۔۔۔!

تم مار دو دل کو گولی (اس نے بہت تکلیف سے کہا تھا) چلو مجھے پک کر لینا میں ہاسپٹل میں ہی ہوں۔۔۔!

عنایہ میں نے گولی والی بات مذاق میں کی تھی۔۔۔! (ہانیہ کو دکھ ہوا تھا)

میں بھی مذاق ہی کر رہی ہوں۔۔۔! چلو اللہ حافظ۔۔۔!

اللہ حافظ۔۔۔!

****

اسے ہاسپٹل غازیان کے پاس آئے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی وہ خاموشی سے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑے بیٹھی تھی، نظریں اسکے چہرے پر جمی تھیں، جیسے وہ آنکھوں سے اپنی تکلیف بیان کر رہی ہو اور اسکا چہرا لفظ لفظ جذب کر رہا ہو۔۔۔!

وہ تھوڑی آگے ہو کر بولی بہت آہستہ، اسکی آواز بھیگی ہوئی تھی۔۔۔!

غازیان آج صوفیا نے کہا اسے کوئی پیار نہیں کرتا، اسے سب چھوڑ جاتے ہیں غازیان ہماری معصوم بیٹی خوفزدہ ہو گئی ہے، اسے آپ سے بہت سی شکایتیں ہیں، وہ جب دوسروں کے بابا کو پیار کرتے دیکھتی ہے تو اسے آپ یاد آتے ہیں بہت، آپ کتنا پیار کرتے تھے نا اس سے، وہ بھی بہت محبت کرتی ہے آپ سے اسے آپ بہت یاد آتے ہیں غازیان، آپ تو اسکی آنکھ میں آنسو بھی برداشت نہیں کرتے تھے، وہ جس چیز کی ضد کرتی تھی آپ پورا کرتے تھے۔۔۔!

آپ کو پتا ہے آپ کے بعد اس نے ضد کرنا بھی چھوڑ دی ہے، اسے ڈر لگتا ہے، اسے لگتا ہے کہ وہ اچھی بچی نہیں ہے اس لیے سب اسے چھوڑ جاتے ہیں غازیان بابا بھی ہمیں چھوڑ گئے، بابا آپ کا دکھ ساتھ لیکر چلے گئے، اسے لگتا ہے کہ میں بھی اسے چھوڑ جاؤں گی، غازیان اسے ڈر لگتا ہے کہ جسے وہ پیار کرتی ہے یا جو اس سے پیار کرتا ہے وہ اس سے دور ہو جاتا ہے۔۔۔۔!

آپ چاہتے تھے نا کہ وہ بہت پڑھے، لیکن غازیان زندگی کے طوفانوں نے اسے جامد کر دیا ہے، وہ آگے نہیں بڑھ پا رہی، وہ پڑھ نہیں پا رہی اسے ضرورت ہے آپکی، آپ کے پیار کی، آپ کی توجہ کی، آپ کے وقت کی، آپ کے سپورٹ کی، اپنی بیٹی کے خاطر ہی اٹھ جائیں وہ بہت چھوٹی ہے غازیان، اسکے ذہن پر بہت

براا ثر پڑ رہا ہے، وہ بہت چھوٹی ہے، بہت چھوٹی۔۔۔۔! (وہ سرگوشی میں باتیں کرتے کرتے اسکے ہاتھ پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی)

پتا ہے غازیان مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے جب کوئی آپ کے نام پے اس پر ترس کھاتا ہے، ہمدردی دکھاتا ہے، آپکو تو اسکی (strength) طاقت ہونا چاہیے تھا نا تو آپ اسکے لیے باعث ہمدردی کیوں بن رہے ہیں،

اللہ کا واسطہ ہے غازیان اٹھ جائیں میں سب سنبھالتے سنبھالتے تھک چکی ہوں، ٹوٹ چکی ہوں، آپ مجھے سنبھال لیں نا، میں بہت محبت کرتی ہوں آپ سے میرے خاطر ہی اٹھ جائیں، غازیان آپ نے کہا تھا نا کہ آپ سب سنبھال لیں گے، مجھے اس سب کے لئے خوار ہونے کی ضرورت نہیں ہے، آپ نے کہا تھا نا کہ آپ مجھے اس طرح تھکتے نہیں دیکھ سکتے، اب تو اٹھ جائیں میں تھک چکی ہوں بہت زیادہ، اب آپ ہی سنبھالیں یہ سب مجھ سے نہیں ہوتا، مجھ سے اب کچھ نہیں ہوتا میں گھر پر آرام کرنا چاہتی ہوں، آپ کی باتیں میری سمجھ میں آگئی ہیں، خدارا اب میری سزا ختم کر دیں، اب مجھے معاف کر دیں اب مجھے اس بوجھ سے آزاد کر دیں، یہ سارے آپکے کام ہیں نا پلیز اپنے کام خود خریں، مجھ سے نہیں ہوتے اب، پلیز اب اٹھ جائیں ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گی، مجھے صبر نہیں آتا، میں نارمل رہنے کا ڈرامہ اور نہیں کر سکتی، میرا دل چاہتا ہے میں چیخ چیخ کر روؤں اور میرے اندر کا سارا درد سارا کرب ختم ہو جائے، میرا دل چاہتا ہے میں مر جاؤں تاکہ مجھے سکون آجائے۔۔۔۔!

مجھ پے اپنوں کا اتنا بوجھ ہے غازیان کے میں مر بھی نہیں سکتی لیکن اب جینا بہت تکلیف دیتا ہے، آپ نے بہت کر لیا آرام اب سہی ہو جائیں، اب اپنے کام خود کریں، اپنی بیٹی کو سنبھالیں، اسے پڑھایا کریں خود مجھ

سے نہیں پڑھتی وہ،اب بس بہت ہو گیا ہے اب اٹھ جائیں نا۔۔۔۔!(وہ کہتے کہتے خود کو اسکے سینے میں چھپائے چھوٹے بچوں کی طرح رو رہی تھی،وہ کبھی کسی کے سامنے نہیں روتی تھی وہ بس روز غازیان کے پاس آکر روتی تھی،اسے اپنا دکھ بتاتی تھی،اسے اٹھنے کا کہتی تھی اور جب وہ نہیں اٹھاتا تھا تو وہ خاموشی سے واپس چلی جاتی تھی، اب تو وہ خاموش ہی ہو گئی تھی،لیکن اب بھی وہ اپنا دکھ غازیان کو ہی بتا رہی تھی اسے اٹھنے کا کہہ رہی تھی،بے تحاشہ رو رہی تھی)

عنایہ۔۔۔!

کسی نے اسے دھیمی آواز میں پکارا تھا،پھر کسی نے اسکے بال سہلائے تھے۔۔۔!

)وہ یہ آواز یہ لمس پہچانتی تھی اتنے عرصے بعد بھی وہ اس لمس کو نہیں بھول سکی تھی(

اس نے ایک دم سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔!

تیمور ذرا عنایہ کو فون کریں کہیں کے ہم نیچے ہیں جلدی سے آجائے۔۔۔!

)آج ڈرائیونگ سیٹ ہانیہ کے قبضے میں تھی اس لیے وہ حکم چلا رہی تھی(

کرتا ہوں۔۔۔!

بیل مسلسل جا رہی ہے لیکن وہ اٹھا نہیں رہی۔۔۔!

دوبارہ ٹرائے کریں۔۔۔!

کررہاہوں But Still No Answer ----!

اوہ خدایا فون کیوں نہیں اٹھارہی، کہیں غازیان بھائی کو-----!(اس سے جملا بھی مکمل نہیں ہوا تھا)

ابو جی ہمیں اوپر جاکر دیکھنا چاہیے----!

****

غازیان، غازیان آپکو ہوش آگیا----!

اللہ کا شکر ہے----'

غازیان مجھے دیکھیں، مجھ سے بات کریں----!

آپ اٹھ کیوں نہیں رہے تھے---!

اب تو اٹھ گیا ہوں نا----!

وہ والہانہ انداز میں اسکا ہاتھ اسکا چہرا چوم رہی تھی، کبھی ماتھا، کبھی گال، کبھی آنکھیں پھر ہاتھ----!

اسے لگا کے کوئی دروازہ کھول کر اندر آیا ہے لیکن اس وقت وہ غازیان کے علاوہ دوسری کسی چیز کو محسوس نہیں کرنا چاہتی تھی، اس وقت صرف غازیان کے ہونے کا احساس ہی اسکے لئے کافی تھا، اسے کسی کے فکر نہیں تھی، کسے کے آنے جانے کا ہوش نہیں تھا وہ اسی بے قراری سے اسے چوم رہی تھی، وہ اسے دوبارہ کھونا نہیں چاہتی تھی وہ اسے دوبارہ کھونے سے ڈر رہی تھی، وہ اسے اپنی خوشی اپنی محبت کا احساس دلا رہی تھی، وہ

رو رہی تھی، آنسو روانی سے اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے، لیکن آج دل میں درد نہیں تھا آج وہ پر سکون تھی۔۔۔!

پھر اس نے سر اٹھا کر دیکھا، سب کھڑے تھے، ابو جی، صوفیا، ہانیہ، تیمور اور چھوٹا سا مصطفی، مصطفی خاموشی سے سب دیکھ رہا تھا، باقی سب بھی، لیکن باقیوں کی آنکھوں میں نمی تھی، خوشی تھی اور حیرت تھی۔۔۔۔!

وہ دوڑ کر ان کے پاس گئی ابو جی، ہانیہ دیکھیں غازیان کو ہوش آگیا، صوفیا دیکھو بابا اٹھ گئے (کہنے کی دیر تھی کے صوفیا بھاگ کر باپ کے پاس چڑھ گئی، غازیان نے لیٹے لیٹے اسے خود سے لگا کر بہت پیار کیا) دیکھیں نا تیمور بھائی غازیان اٹھ گئے۔۔۔! (سب غازیان کے پاس کھڑے مسکرا رہے تھے، اس سے اسکی طبیعت کے بارے میں پوچھ رہے تھے اور عنایہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانا ہی نہیں تھا)

بابا آپ نے جلدی کر دی جانے میں، آپ کو آج یہاں ہونا چاہیے تھا۔۔۔! (عنایہ نے دل ہی دل میں نفیس صاحب سے مخاطب ہو کے کہا)

عنایہ۔۔۔! (غازیان نے آہستہ سے اسے بلایا تو اس نے فوراً اسکا ہاتھ تھام لیا)

بولیں غازیان، کچھ چاہیے آپکو۔۔۔؟

غازیان نے اشارے سے اسکا دوسرا ہاتھ بھی اپنے ہاتھ میں دینے کو کہا۔۔۔!

عنایہ نے دوسرا ہاتھ بھی اسکے ہاتھ میں دے دیا تو غازیان نے اسکے دونوں ہاتھ چوم کر اپنے دل کے عین اوپر رکھ لئے۔۔۔۔!

عنایہ میں چاہتا تھا کہ میرے سارے پیارے میرے سامنے ہوں، بابا نہیں ہیں لیکن باقی سب ہیں، میں چاہتا تھا کہ میری بیٹی پاس ہو، تم میرے قریب ہو، تمہارے ہاتھ میرے دل پر ہوں، تب بے شک میرا دم نکل جائے۔۔۔۔!

دیکھو اللہ نے میری خواہش رد نہیں کی۔۔۔۔!

یہ کہتے ہی اسکی سانسیں اکھڑنے لگی تھیں، اسکا آخری وقت آگیا تھا۔۔۔۔۔۔!

****

عنایہ سنبھالو خود کو۔۔۔۔۔!

سنبھالوں! کیسے سنبھالوں اور کیا سنبھالوں ہاں؟؟ (اس نے پرفیوم کی بوتل اٹھا کر شیشے پر دے ماری، چھناک کی آواز سے کانچ ٹوٹ کر ڈریسنگ ٹیبل کے آس پاس گر گیا)

سب مجھے چھوڑ کر جا رہے ہیں، غازیان، غازیان مجھے چھوڑ کر کیوں گئے، ایسی بھی کیا ناراضگی تھی کے بالکل ہی تنہا کر گئے، اپنی بیٹی تک کا نہیں سوچا، مان تو گئی تھی میں انکی بات، پھر کیوں سزا دی مجھے۔۔۔۔!

سب کچھ ہاتھوں سے نکل گیا ہانیہ کچھ بچا ہی نہیں، کیا سنبھالوں میں، کیسے سنبھالوں (وہ چیخ چیخ کر تھک گئی تو روتے روتے وہیں زمین پر بیٹھ گئی)

ہانیہ مجھے لگتا ہے اب کچھ ٹھیک نہیں ہو گا، سب ختم ہو گیا ہے، اجڑ گئی ہوں میں، میں نے تو کبھی کسی نامحرم کی محبت دل میں نہیں بسائی تو میرا محرم مجھ سے کیوں چھن گیا۔۔۔۔۔!

)وہ خالی خالی نظروں سے ہانیہ کو دیکھتے ہوئے اتنے آہستہ سے کہہ رہی تھی کہ بمشکل ہی اسے سنائی دے رہا تھا، ہانیہ وہیں اسکے ساتھ زمین پر بیٹھ گئی اور اسے گلے لگا کر دلاسہ دینے لگی(

عنایہ میری جان سب ٹھیک ہو جائے گا(اسے خود اپنے الفاظ کھوکھلے اور بے جان لگ رہے تھے)

اب کچھ ٹھیک نہیں ہو گا ہانیہ، اب کچھ ٹھیک ہونے کے لئے بچا ہی نہیں۔۔۔!

)غازیان کی موت کو ایک مہینہ ہو گیا تھا، عنایہ اور صوفیا عدنان صاحب کے پاس رہ رہی تھیں، عنایہ عدت میں تھی، ایسے میں ہانیہ ہی کبھی اپنے اور کبھی عدنان صاحب کے گھر کے چکر لگا رہی تھی، عنایہ بہت مضبوط تھی، سب کچھ سہا تھا اس نے لیکن غازیان کی موت نے عنایہ کو اندر تک توڑ پھوڑ کر رکھ دیا تھا، کوئی اسے سمجھا نہیں پا رہا تھا صوفیا الگ بیمار پڑ گئی تھی، اس وجہ سے ہانیہ کا زیادہ تر وقت عدنان صاحب کے گھر گزر رہا تھا، تیمور نے ہانیہ کو بہت سپورٹ کیا تھا وہ سب سمجھتا تھا اسلئے کبھی ہانیہ کو نہیں روکتا تھا، عدنان صاحب بیٹی کے غم میں خود بستر سے لگ گئے تھے اور عنایہ کی عدت ختم ہونے سے پہلے ہی عدنان صاحب بھی اس فانی دنیا سے رخصت ہو گئے تھے انہیں بیٹی کا غم کھا گیا تھا، غازیان کے حادثے کے بعد ان سب کی زندگیوں کو جیسے طوفان نے اپنے گھیرے میں لے لیا تھا اور غازیان کی موت جیسے اس طوفان کو ساتھ لے گئی تھی لیکن سب کچھ بہہ کر ساتھ چلا گیا تھا پیچھے کچھ نہیں بچا تھا، عنایہ نے بالکل خاموشی اپنالی تھی، لب بھی خاموش تھے اور آنکھیں بھی، نا کھاتی تھی نا پیتی تھی، ہانیہ خود بھی کافی دن تک باپ کے صدمے میں رہی لیکن اسے سنبھالنے والا، بہت محبت کرنے والا شوہر تھا اس لیے وہ جلد نارمل ہو گئی، غم اور تکلیف دل میں تھی لیکن وہ بات کر رہی تھی، خیال رکھ رہی تھی سب کا اور عنایہ، اس نے تو جیسے دنیا سے ہی کنارہ کر لیا تھا، صوفیا جو باپ کی موت کے بعد بیمار ہوئی تھی وہ اب تک بہتر نہیں ہوئی تھی ماں باپ دونوں کی دوری کی وجہ سے اسکی

طبیعت مزید خراب ہوتی جارہی تھی، ڈاکٹرز کہہ رہے تھے کی بچی ماں کی گود میں ہی ٹھیک ہوگی، اسے دوا کی نہیں ماں کے لمس کی ضرورت ہے اور عنایہ تو یہ بات بھول ہی گئی تھی کہ اس کی کوئی اولاد بھی ہے۔۔۔۔!

****

تیمور ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ عنایہ صوفیا کو پیار کرے گی تو وہ سہی ہو جائے گی، صوفیا دن بہ دن کمزور ہوتی جارہی ہے اور عنایہ ہے کے سر اٹھا کر نہیں دیکھتی، پہلے روتی رہتی تھی اب تو بالکل ہی چپ ہو گئی ہے، صوفیا روتی بھی رہے اسکے سامنے تو وہ ہاتھ بڑھا کر اسے پیار بھی نہیں کرتی۔۔۔!

ہانیہ تم کوشش کرا کرو کہ وہ کچھ نا بھی کرے تو بس رولے۔۔۔!

کیا کروں تیمور وہ روتی بھی نہیں۔۔۔!(ہانیہ خود روہانسی ہو گئی تھی)

تو مارو اسے۔۔۔!

کیا۔۔!(وہ ایسی تجویز پر حیران رہ گئی تھی)

ہاں مارو اسے، (وہ اسے حیران دیکھ کر اسکے قریب آیا اور اسے شانوں سے تھام کر گلے لگالیا) دیکھو ہانیہ یہ مشکل وقت ہے تم اسے سمجھاو کہ اسکے پاس صوفیا کے علاوہ کھونے کو کچھ نہیں بچا کیا وہ اسے بھی کھونا چاہتی ہے، اسے پہلے پیار سے سمجھاو، نا سمجھے تو چیخ کر سمجھاو، تب بھی نا سمجھے تو اسے تھپڑ مار کر ہوش میں لاو، ماضی سے کھینچ کر اسے حال میں لاو، حال کا آئینہ اسکے منہ پر دے مارو اتنی زور سے کہ اسکی کرچیاں اسکے چہرے میں گھسیں اور تکلیف سے وہ ہوش میں آجائے، اور اس تکلیف کو اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھے جسمیں اسکی

بیٹی تڑپ رہی ہے اور ایسا بس تم ہی کر سکتی ہو، تمہاری بہن اور بھانجی کو تمہارے علاوہ کوئی نہیں بچا سکتا۔۔۔۔!(وہ سمجھاتے سمجھاتے کسی چھوٹے بچے کی طرح ہانیہ کو سینے سے لگائے بہلا رہا تھا)

****

عنایہ کھانا کھالو۔۔۔۔!

لاو میں تمہیں کھلا دیتی ہوں، منہ کھولو، عنایہ کھانا کھاونا پلیز۔۔۔۔۔!

اچھا تو نہیں کھاو گی اور تمہیں لگتا ہے کے میں روز کی طرح کھانا چھوڑ کر چلی جاؤں گی، نہیں میں آج کہیں نہیں جانے کی، تمہیں کھانا بھی کھانا ہو گا اور میری بات بھی سننی ہو گی۔۔۔۔!

ہانیہ مجھے بھوک نہیں ہے اور نا ہی کچھ سننا چاہتی ہوں، تم جاو اور جاتے وقت دروازہ اور لائٹس بند کرتی جانا۔۔۔!

میں کہیں نہیں جا رہی، کل سے تم نے کچھ نہیں کھایا اور کل بھی تھوڑا سا ہی کھایا تھا۔۔۔!

چلو شاباش اٹھو کھانا کھاو۔۔۔۔!

میں نے کہا نا نہیں کھا رہی ضد کیوں کر رہی ہو جاو یہاں سے (وہ ایک دم غصے سے چیخی تھی)

ضد، ضد میں کر رہی ہوں عنایہ یا تم کر رہی ہو۔۔۔۔؟

تم سمجھتی کیا ہو خود کو تمہیں کسی کی فکر ہے یا نہیں۔۔۔!(ہانیہ بھی خود کو تیز آواز میں بولنے سے نہیں روک سکی تھی)

کس کی فکر کروں، بچا ہی کون ہے۔۔۔!(وہ طنزاً ہنسی تھی)

میں بچی ہوں تمہاری بہن، کیا تمہیں نظر نہیں آتی؟ تمہاری بیٹی بچی ہے کیا وہ بھی نظر نہیں آتی؟؟(وہ غصہ بھول کر اسے سمجھانے لگی تھی)

تم جاو تیمور بھائی کے ساتھ، جا کر اپنا گھر سنبھالو، میری فکر چھوڑ دو، اور سنو تمہارا بیٹا ہے نا بیٹی نہیں ہے تو تم صوفیا کو ساتھ لے جاو، میرے پاس رہے گی تو ویسے بھی مر ہی جائے گی۔۔۔۔!(وہ بہت آسانی سے ایک حل نکال کر سونے کے لئے لیٹ گئی تھی)

تم۔۔۔۔تم پاگل ہو گئی ہو عنایہ، تمہارا دماغ خراب ہے، تم اپنی بیٹی کے بارے میں ایسی بات کیسے کہہ سکتی ہو، دل پتھر ہو گیا کے کیا تمہارا، تمہیں احساس بھی ہے تم نے کہا کیا ہے؟؟ وہ وہاں بخار میں تڑپ رہی ہے اور تم یہاں اس کے مرنے کی بات کر رہی ہو، کیسی ماں ہو تم، میں تو یہاں تمہیں سمجھانے آئی تھی لیکن تم نے تو مجھے ہی حیران کر دیا، یہ عنایہ تو نہیں ہے، یہ میری بہن تو نہیں ہے، یہ ہو ہی نہیں سکتی، وہ ایسی بات کر ہی نہیں سکتی، عنایہ تو کسی غیر کی تکلیف دیکھ کر بھی تڑپ جاتی تھی لیکن تمہیں تو اپنی بچی تک کا احساس نہیں۔۔۔۔!

تمہیں لگتا ہے تم نے سب کو کھو دیا ہے، لیکن نہیں ابھی تمہاری بیٹی زندہ ہے، لیکن تمہیں اسکی قدر نہیں ہے، تمہاری زندگی صرف غازیان پر آ کر رک گئی ہے، تمہیں اسکے بعد کچھ نظر نہیں آتا، تمہیں پتا ہے ابو جی

ہمیں چھوڑ کر تمہاری وجہ سے چلے گئے، کیونکہ تم نے انکی بھی قدر نہیں کی، غازیان بھائی کی ڈیتھ کے بعد ابو جی بیمار ہو گئے تھے لیکن تمہیں تو لگتا تھا نا کے سب پہلے ہی ختم ہو چکا ہے، تم نے انکے خاطر بھی خود کو نہیں سنبھالا اور پھر وہ بھی ہمیں چھوڑ کر چلے گئے، صرف تمہاری وجہ سے، صرف تمہاری تکلیف میں، اور انکے جانے کے بعد تمہیں انکی کمی کا احساس ہوا، تم انکے ہونے کا احساس انکی زندگی میں کر لیتیں تو وہ اتنی تکلیف میں نا مرتے۔۔۔۔۔!

تم پھر سے وہی غلطی کر رہی ہو اور اسکا احساس بھی تمہیں صوفیا کے مرنے کے بعد ہی ہو گا، میں تمہیں سمجھانے آئی تھی لیکن اب میں خود سمجھ گئی ہوں صوفیا کو مر ہی جانا چاہئے کیونکہ اسکی ماں تو پتھر ہو گئی ہے اسے تو نا صوفیا کی ضرورت ہے، نا چاہ، نا فکر، لیکن وہ معصوم ہے، اسے اس تکلیف سے نہیں گزرنا چاہیے جس سے وہ گزر رہی ہے تو بہتر ہے کے میں کم تکلیف دے کر خود اسے مار دوں، اب مجھے پتا ہے مجھے کیا کرنا ہے۔۔۔!

)یہ کہہ کر وہ عنایہ کے کمرے سے نکل کر صوفیا کر کمرے کی طرف گئی تھی(

عنایہ کسی گہرائی سے واپس آئی تھی، اب اسکا بت ٹوٹا تھا، کچھ اور، کچھ بہت پیارا کھونے کا احساس دل کو ہولا رہا تھا، وہ چیختی ہوئی صوفیا کے کمرے کر طرف بھاگی تھی اسکی چیخوں سے تیمور بھی آ گیا تھا۔۔۔!

کیا ہوا عنایہ، کیوں چیخ رہی ہو، سب ٹھیک ہے نا۔۔۔!

وہ، وہ تیمور بھائی، ہانیہ، ہانیہ صوفیا کو مارنے گئی ہے۔۔۔!(اسے نا ٹھیک سے سانس آ رہی تھی نا لفظ ادا ہو رہے تھے)

کیا، کیا کہہ رہی ہو۔۔۔!(تیمور کی کچھ سمجھ نہیں آیا تھا لیکن وہ دونوں صوفیا کے کمرے کی طرف بھاگے تھے)

جیسے ہی دروازہ کھولا تو دیکھا ہانیہ صوفیا کو دوا کھلا کر لٹا رہی تھی۔۔۔!

عنایہ غصے سے اندر آئی اور زور سے ہانیہ کے دونوں گالوں پر تھپڑ رسید کیئے۔۔۔!

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بیٹی کے بارے میں ایسی بات کرنے کی، اسے ہاتھ بھی لگایا تو جان سے مار دوں گی۔۔۔!

)عنایہ اپنا غصہ نکال کر صوفیا کے پاس بیڈ پر بیٹھ گئی تھی صوفیا کو سینے سے لگا کر دونوں بانہوں میں بھینچ لیا تھا، اور زار و قطار روئے جا رہی تھی، آخری بار(

صوفیا نیم غنودگی میں بھی ماں کے لمس اور قربت میں سکون محسوس کر رہی تھی۔۔۔!

تیمور ہانیہ کو سینے سے لگا کر باہر لے آیا تھا۔۔۔!

دو تھپڑوں کے بدلے تم نے کام اچھا کیا ہے ویسے (I Am Really Proud Of You)

وہ اسے چھیڑ رہا تھا۔۔۔!

اور ہانیہ نم آنکھوں سے مسکرا دی، وہ خوش تھی کہ عنایہ صوفیا کے لئے فکر مند تھی۔۔۔۔!

****

سوری ہانیہ میں نے تمہیں تھپڑ مارا۔۔۔! (اس واقعہ کو دو دن گزر چکے تھے عنایہ کافی ریلیکس اور فریش تھی، اس کے اندر کا سارا کرب ختم ہو گیا تھا اور صوفیا کی حالت میں بھی بہتری آئی تھی)

ایک نہیں دو تھپڑ مارے تھے تم نے مجھے۔۔۔!

یار معاف کر دو نا اب پلیز۔۔۔!

اچھا اچھا معاف کیا، کوئی بات نہیں یار اتنی معافیاں مت مانگو تم بہن ہو میری، تم زندگی کی طرف لوٹ آو، صوفیا ٹھیک ہو جائے اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ہے۔۔۔!

شکریہ یار تم نے ہم دونوں کے لئے بہت کیا ہے، تم نا ہوتیں تو پتا نہیں ہمارا کیا ہوتا۔۔۔!

ایسا مت کہو عنایہ تم بہن ہو میری۔۔۔!

ایک بات کہوں ہانیہ۔۔۔؟

ہاں کہو۔۔۔!

اب تمہیں تیمور بھائی کے ساتھ چلے جانا چاہیے، انہوں نے ہماری بہت مدد کی ہے، اب تمہیں اپنے گھر کا بھی سوچنا چاہیے، تم انکا بہت بہت خیال رکھا کرو وہ بہت اچھے ہیں اور اب میں ٹھیک ہوں اپنا اور صوفیا کا خیال رکھ لوں گی۔۔۔!

ہاں یار چلی جاؤں گی، اب کیا تم مجھے گھر سے نکالو گی۔۔۔؟؟

نہیں نہیں ہانیہ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔!

اف میری جان میں بھی مذاق ہی کر رہی ہوں، اب رونامت شروع کر دینا پلیز۔۔۔۔!

کہہ کر ہانیہ نے عنایہ کو زور سے جھپی دی۔۔۔۔!

(بہنوں والا پیار)

****

عنایہ نے نفیس میاں کے انتقال سے پہلے جو گھر لیا تھا وہ وہاں شفٹ ہو گئی تھی۔۔۔!

عدنان صاحب کا واحد گھر اس نے بیچ دیا تھا، حالانکہ یہ تکلیف دہ فیصلہ تھا، لیکن اسکے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا، اس میں ہانیہ کا بھی حصہ تھا لیکن ہانیہ یا تیمور نے ایک بار بھی یہ بات نہیں کی تھی وہ گھر بکنا مجبوری تھی جسمیں ان دونوں کا بچپن گزرا تھا، پھر جوانی، پھر شادی، پھر ماں باپ کا انتقال، اس گھر کے در و دیوار نے انکے ساتھ ساتھ ہر لمحہ دیکھا اور گزارا تھا۔۔۔۔!

عنایہ نے وہ گھر بیچ کر دو منزلہ عمارت خرید لی تھی۔۔۔!

****

اس عمارت کی نچلی منزل پر اس نے ریسٹورانٹ کھولا تھا، بہت ہی خوبصورتی سے آرائش کیا گیا وہ ریسٹورانٹ چھوٹا ہونے کے باوجود لوگوں کی توجہ کا مرکز تھا۔۔۔۔!

پردوں سے لے کر ٹیبل کلاتھ تک ہر چیز دو رنگ کی رکھی گئی تھی، چاہے پھر کینڈلز (موم بتیاں) ہوں یا فلاور واز (گلدان) ہوں، کراکری ہو یا کلر فل پرنٹڈ گلاس ونڈو، یہاں تک کہ ویٹرز بھی سفید ہالف سلیوز

شرٹ اور ٹراؤزر کے اوپر جامنی ایپرن پہنے ہوئے تھے، اندر آکر انسان صرف دو خوبصورت رنگ کی دنیا دیکھتا تھا، سفید اور جامنی اور یہ چھوٹی سی دنیا ہر شخص کو اپنا گرویدہ کر دیتی تھی، ہر شخص کے دل کو بھانے والا پر سکون اور سحر انگیز ماحول، دھیمی سی موسیقی اور ایک عجیب سی مہک۔۔۔!

اندر قدم رکھنا ایسا تھا جیسے انسان اپنی ساری پریشانیاں جواب تک کندھے پر لدی ہوئی تھیں دروازے کے باہر چھوڑ آیا ہو۔۔۔!

دوسری منزل پر اس نے لینگویج سینٹر کھول رکھا تھا، جسکی دو شفٹس تھیں، اور دونوں شفٹس کیلئے بہترین اساتذہ بھی تھے۔۔۔!

ریسٹورانٹ کی سب سے اچھی بات یہ تھی کہ اسکے باہر ایک جامنی کلر کی باسکٹ تھی، جسمیں وہ روز کم از کم دو لوگوں کا کھانا رکھتی تھی غریبوں کے لئے، بھوکے مسافر اس باسکٹ میں سے کھانا نکال کر کھا لیتے تھے، اس باسکٹ کی سب کو عادت ہو گئی تھی اس لیے آس پڑوس کے لوگ بھی اس میں کھانا رکھنے لگے تھے۔۔۔!

اب 24 گھنٹے اس باسکٹ میں دو سے زائد لوگوں کا کھانا رہتا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے کافی گھروں کے باہر ایسی کلر فل باسکٹس نظر آنے لگی تھیں۔۔۔!

****

ایک ڈیڑھ سال کی ان تھک محنت کے بعد اب عنایہ کی زندگی معمول پے آنے لگی تھی، ریسٹورانٹ اور سینٹر دونوں بہت اچھے چل رہے تھے، حالات بہتر ہونے لگے تھے، آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہونے لگا تھا، گھر ریسٹورانٹ اور صوفیا کا اسکول۔۔۔!

ایک کے بعد ایک حادثوں کی وجہ سے صوفیا کے دو تعلیمی سال ضائع ہو گئے تھے، لیکن اب وہ دوسری کلاس میں تھی اسکی پروگریس بہت اچھی ہو گئی تھی اور وہ اپنی کلاس کی برائٹ اسٹوڈنٹ تھی عنایہ صوفیا کی طرف سے بھی مطمئن ہو گئی تھی۔۔۔!

اور رہی بات غازیان کی تو عنایہ کے لئے وہ اب بھی وہیں تھا، اسکے ساتھ، اسکے پاس، اور جہاں وہ نہیں تھا وہاں کچھ نہیں تھا صرف ایک خلاء تھا جسے کوئی نہیں بھر سکتا تھا، اسکی اجازت عنایہ نے کسی کو نہیں دی تھی۔۔۔۔!

****

وہ صبح فجر پڑھ کر ریسٹورانٹ پہنچتی تھی، روز کی طرح وہ آج بھی اپنے وقت پر ریسٹورانٹ پہنچ گئی تھی، اس نے معمول کے مطابق سب سے پہلے باسکٹ میں دیکھا (وہ روز رات کو کھانا چھوڑ کر جاتی تھی اور صبح وہ خالی ہوتی تھی)

آج جب اس نے باسکٹ میں دیکھا تو ایک لمحے کے لئے وہ ساکت رہ گئی، باسکٹ میں کھانا نہیں تھا، لیکن باسکٹ خالی بھی نہیں تھی۔۔۔!

****

ہیلو۔۔۔!

اسلام و علیکم ہانیہ۔۔۔!

و علیکم السلام عنایہ کیسی ہو، صوفیا کیسی ہے، آج صبح صبح کیسے فون کیا، ریسٹورانٹ نہیں گیئں کیا؟؟

یار تم تو چھوٹتے ہی شروع ہو جاتی ہو، ایک ایک کر کے سوال کرو، میں اور صوفیا بالکل ٹھیک ہیں، یار تم اور تیمور بھائی گھر آ سکتے ہو کیا، ایک مسئلہ ڈسکس کرنا ہے، ممکن ہو تو ابھی تھوڑی دیر تک آ جاو، کچھ ضروری بات ہے۔۔۔!

عنایہ سب خیریت ہے نا تم مجھے پریشان کر رہی ہو۔۔۔!

یار ہانیہ پریشان مت ہو، تم آو پھر بات کرتے ہیں۔۔۔!

اوکے میں آتی ہوں ایک گھنٹے تک۔۔۔۔!

اوکے اللہ حافظ پھر ملتے ہیں۔۔۔۔!

****

اسلام و علیکم ہانیہ آنی، تیمور انکل۔۔۔!

و علیکم السلام گڑیا، کیسی ہو ماما کہاں ہیں۔۔۔؟!

میں ٹھیک ہوں ماما اندر رہیں لاؤنج میں آپ اندر چلے جائیں، میں مصطفیٰ کو باہر لے جاؤں۔۔۔!

ہاں لے جاؤ لیکن دھیان رکھنا۔۔۔!

پیاری صوفیا نے جھٹ سے ہاں میں گردن ہلائی۔۔۔!

ارے عنایہ اتنی جلدی جلدی میں کیوں بلایا، میں پریشان ہو گئی تھی اور یہ کیوٹ بےبی (cute baby) کون ہے۔۔۔!

پتا نہیں کون ہے۔۔۔!

کیا مطلب عنایہ۔۔۔!

تیمور بھائی آپ بیٹھیں تو سہی، ہانیہ تم بھی سکون سے بیٹھ جاؤ۔۔۔۔!

اور میں نے آپ لوگوں کو اسی لئے بلایا ہے کہ میں نہیں جانتی یہ بچہ کون ہے اور اب میں اسکا کیا کروں۔۔۔۔!

مجھے ابھی بھی سمجھ نہیں آرہا، کیا مطلب کیا کرنا ہے، جسکا بچہ ہے اسے دے دو۔۔۔!

میں نہیں جانتی کہ یہ کس کا بچہ ہے۔۔۔!

دیکھو عنایہ مجھے سمجھ نہیں آرہی، تم سیدھا سیدھا بتاؤ یہ بچہ کہاں سے آیا ہے۔۔۔!

یار ہانیہ مجھے نہیں پتا کہ یہ کہاں سے آیا، جب میں نے ریسٹورانٹ پہنچ کر باسکٹ دیکھی تو یہ اس میں پڑا تھا اور یہ خط تھا ساتھ میں۔۔۔!

"میں اسے نہیں پال سکتی، یہ میرے لیے صرف بوجھ ہے، میرے پیروں کی زنجیر ہے، میرے ماں باپ کو پتا چلا تو وہ اسکے ساتھ ساتھ مجھے بھی مار دیں گے، میں اسٹوڈنٹ ہوں نہیں own کر سکتی اسے لیکن یہ میری اولاد ہے میں اسے مار بھی نہیں سکتی، اس لیے یہاں چھوڑ کر جا رہی ہوں، مجھے ڈھونڈنے کی کوشش نا کرنا، میں کبھی اسے پال نہیں سکتی مجھے پھر مجبورن کہیں اور چھوڑنا پڑے گا"

یار ہانیہ میں اس معصوم کو وہاں پڑا نہیں چھوڑ سکتی تھی، سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں اس لئے گھر لے آئی اور تم لوگوں کو بلا لیا اب تم لوگ مشورہ دو کیا کروں۔۔۔!

میرا خیال ہے ہمیں پولیس کو بتا دینا چاہئے۔۔۔! (تیمور کو فوری طور پر یہی سمجھ آیا تھا)

ہاں یہی سہی رہے گا (ہانیہ بھی متفق تھی)

لیکن میں ایسا نہیں چاہتی۔۔۔! (وہ کچھ اور ہی سوچ رہی تھی)

میں سوچ رہی تھی کہ پتا نہیں اسکی ماں کون ہے، کیسی ہے، پتا نہیں کیوں اس نے اس معصوم کو چھوڑ دیا اور ہم نے اگر پولیس کو انوالو کیا اور پولیس کے دباو میں آ کر اسکی فیملی نے اسکے ساتھ یا اس بچے کے ساتھ کچھ کر دیا تو؟؟ اور ویسے بھی اس نے کہا ہے کہ وہ ایسے کسی صورت نہیں اپنائے گی پھر کہیں چھوڑ دے گی یا اگر اس نے اسے مار دیا تو یہ تو اس ننھی سی جان پر ظلم ہو گا نا، میں رسک نہیں لینا چاہتی۔۔۔!

تو تم کیا کرنا چاہ رہی ہو۔۔۔؟؟

تیمور بھائی آپ بتائیں نا اسکے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے میں اسے ایسے ہی نہیں چھوڑ سکتی۔۔۔! (اسے اس پر ترس کے ساتھ ساتھ پیار بھی آ رہا تھا)

سوچتے ہیں کیا کیا جاسکتا ہے۔۔۔!

****

اس نے سوچ لیا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے،اس نے اس سلسلے میں تیمور اور ہانیہ سے بھی مشورہ کر لیا تھا، وہ لوگ تھوڑا گھبرائے تھے لیکن عنایہ کا لائحہ عمل سن کر مان گئے تھے۔۔۔'

اس نے سب کچھ سوچ رکھا تھا، اسے اس بچے کو اپنانا تھا وہ عنایہ کا بیٹا اور صوفیا کا ننھا منا چھوٹا بھائی تھا، اس نے پولیس کو انوالو کیا تھا لیکن دوسرے طریقے سے، اس نے پولیس کو ساری بات تفصیل سے بتادی تھی ساری بات پولیس کے نوٹس میں لا کر اس نے قانونی طور پر اس بچے کو اپنے نام کروایا تھا اسے غازیان کا نام دیا تھا تاکہ اسکے بڑے ہو جانے کے بعد کوئی حقدار بن کر نا آجائے، اسے ان سے چھین نا لے، وہ اب بھی کچھ کھونے سے ڈرتی تھی اس لئے قانونی طور پر سارے معاملات طے کئے تھے، اور اب وہ قانونی طور پر عنایہ کا بیٹا تھا "عاسم" جو بہت ہی پیارا تھا جس سے صوفیا بہت محبت کرتی تھی، صوفیا کے لئے گھر میں ایک نیا کھلونا آگیا تھا، جسکے سارا دن وہ آگے پیچھے پھرتی ہے۔۔۔۔!

****

ماما عاسم کہاں ہے۔۔۔! (صوفیا اسکول سے آتے ہی عاسم کے پاس بھاگتی تھی)

عاسم سو رہا ہے بیٹا۔۔۔!

میں اسے اٹھا دوں۔۔۔! (صوفیا نے معصومیت سے پوچھا)

نہیں نہیں ابھی اتنی مشکل سے سویا ہے، ابھی اٹھا دیا تو میں کام کیسے کروں گی۔۔۔!

لیکن میں نے اسکے ساتھ باتیں کرنی ہیں۔۔۔!

لیکن بیٹا وہ تو اتنا چھوٹا ہے بات نہیں کر سکتا ابھی تو وہ۔۔۔!

آپ ایسا کرو جا کر فریش ہو، ڈریس چینج کرو پھر کھانا کھاتے ہیں اور پھر آپ سو جانا، جب اٹھو گی تب تک وہ بھی اٹھ جائے گا، پھر آپ اس سے باتیں کر لینا۔۔۔!

ماما عاسم کی ماما کہاں ہیں اور اسکے بابا کہاں ہیں۔؟؟

کیا اسکے ماما بابا بھی میرے بابا کے پاس چلے گئے؟؟

)اور یہ وہ بات تھی جو عنایہ صوفیا کو اس عمر میں نہیں سمجھا سکتی تھی، زندگی کبھی کبھی اتنی تلخ ہوتی ہے کہ ہم اپنے بچوں کو ہمیشہ اس تلخی سے دور رکھنا چاہتے ہیں، لیکن بچے اپنی معصومیت میں ہمارے سارے پرانے زخم ادھیڑ دیتے ہیں(

صوفیا میں جیسے آپکی ماما ہوں، ویسے ہی عاسم کی بھی ماما ہوں، عاسم کو اللہ تعالی نے ہمارے پاس بھیجا ہے آپ کا بھائی بنا کر، آپ کا کوئی بھائی نہیں تھا ناں اس لیے اللہ تعالی نے عاسم کو بھیج دیا، تاکہ آپ اسکے ساتھ کھیلو باتیں کرو۔۔۔!

اچھا ماما لیکن وہ مجھ سے بات کیوں نہیں کرتا کیا وہ ناراض ہے۔۔۔؟؟

بچے وہ چھوٹا ہے ناں اس لیے بات نہیں، جب تھوڑا بڑا ہو جائے گا ناں تو بات کرنے لگے گا، جب آپ چھوٹی تھیں ناں تب آپ بھی بات نہیں کرتی تھیں۔۔۔!

ماما پھر میری آواز کب واپس آئی۔۔۔!!(صوفیا کے سوالوں کا پنیڈورا باکس کبھی بند نہیں ہوتا تھا)

اس بات پہ عنایہ کو ہنسی آگئی تھی اور اسکی معصومیت پر ڈھیروں پیار۔۔۔!

بیٹا آواز تو ابھی بھی ہے، آپ نے اسے روتے ہوئے نہیں سنا، بس ابھی اسے آپ کی طرح بولنا نہیں آتا، لیکن سیکھ جائے گا۔۔۔۔!

اچھا ماما عاسم ہمیں چھوڑ کر تو نہیں جائے گا نا، مجھے وہ بہت پیارا لگتا ہے۔۔۔۔!(یہ ڈر پتا نہیں کب دونوں ماں بیٹی کا پیچھا چھوڑے گا)

نہیں صوفیا، عاسم کہیں نہیں جائے گا وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گا، لیکن اگر آپ اسکا خیال رکھو گی تو۔۔۔۔!

ماما میں اسکا بہت سارا خیال رکھوں گی۔۔۔!(اس نے "بہت" کو کھینچ کر دونوں ہاتھ پھیلا کر بتایا)

او کے دادی اماں اب اٹھ جاؤ اور جا کر چینج کرو۔۔۔۔۔!

او کے ماما۔۔۔۔۔!(اس نے فوراً ماں کے گلے میں ہاتھ ڈالے پیار کیا اور اندر بھاگ گئی)

****

_15#سال_بعد

اسلام و علیکم کیسی ہو؟؟

و علیکم السلام میں ٹھیک ہوں تم سناو کیا ہو رہا ہے؟؟

کچھ نہیں مصطفی کو کالز کر رہی تھی پھر سوچا تم سے بات کر لوں۔۔۔!

کیوں خیریت؟؟

ہاں بہن خیریت ہی ہے آج اسکے کالج میں (Farewell) پارٹی تھی،شام کے 5 بج گئے ہیں اور نواب صاحب کا کوئی اتا پتا ہی نہیں ہے۔۔۔!

ارے ہانیہ بچہ تھوڑی ہے وہ بڑا ہو گیا ہے آجائے گا انجوائے کرنے دو اسے،ابھی تو شام بھی پوری طرح نہیں ہوئی ہے اور الوداعی پارٹی تو اسپیشل ہوتی ہے اب تنگ مت کرو اسے۔۔۔!

اچھا میری ماں نہیں کر رہی فون تم بتاو لیکچر دینے کے علاوہ تم اور کیا کر رہی تھیں۔۔۔!

میں ابھی ابھی اسٹیچنگ سینٹر سے آئی تھی،کچھ دن بعد ایک فنگشن ہے اس کے لیے تیاریاں بھی ہو رہی تھیں تو مصروفیت بڑھ گئی ہے۔۔۔!

)ان 15 سالوں میں عنایہ ایک مضبوط کردار بن گئی تھی،ایک مضبوط عورت،اس نے ریسٹورانٹ کے برابر والا پلاٹ خرید لیا تھا اور ریسٹورانٹ اور لینگویج سینٹر سے آنے والی آمدنی سے اس نے ایک سلائی سینٹر تعمیر کیا تھا، ان بچیوں کے لیے جو تعلیم کے زیور سے محروم تھیں،جنکی آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں تھا، جو اپنے لیے کچھ نہیں کر پا رہی تھیں،عنایہ نے انہیں مفت سلائی سکھانے کے لیے بہت اچھے ٹیچرز بھی ارینج کئے تھے اس نے ان کے مستقبل کے لیے بہت کچھ کیا تھا،بہت کچھ سوچا تھا، صرف انہیں ایک ہنر نہیں دیا تھا بلکہ انہیں آگے بڑھنے کے بہت سے مواقع بھی دیئے تھے،جیسے ہی لڑکیاں اس ہنر میں ماہر ہو جاتیں ویسے ہی عنایہ انہیں کسی نا کسی بوتیک میں کام دلوا دیتی،اس طرح ان ان پڑھ لڑکیوں کا مستقبل بن جاتا۔۔۔!

وہ کافی عرصے سے یہ کام کر رہی تھی اور کافی کامیابی سے کر رہی تھی اس لیے تمام گرلز اور ٹیچرز مل کر عنایہ کے لیے ایک "Thanks Giving Party" ارینج کر رہے تھے جو بہت گرینڈ ہونے والی تھی، اس کے لئے ریسٹورانٹ کا اوپر والا پورشن خالی کیا گیا تھا(

اوہ یار سوری تم تھکی ہوئی ہو گی میں نے تمہیں بلاوجہ تنگ کیا۔۔۔!(ہانیہ کو افسوس ہوا)

یہ تمہاری پرانی عادت ہے(عنایہ اسے تھوڑا تنگ کرنا چاہتی تھی)

خیر تم جانتی تو ہو میں نے اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے بھی بغیر آرام کے کام کیا ہے اور اب تو کام کا بوجھ کافی کم ہو گیا ہے صوفیا پڑھائی کے ساتھ ساتھ کام میں بھی بہت مدد کروا دیتی ہے بچی پر ابھی سے اتنا بوجھ پڑ گیا ہے اور تم جانتی ہو نا میں کتنا بھی تھکی ہوئی ہووں تم سے بات کر کے ساری تھکن اتر جاتی ہے تم مجھے کبھی ڈسٹرب نہیں کر سکتیں۔۔۔!

)صوفیا نے اپنے سالانہ امتحانات میں پورے کالج میں ٹاپ کیا تھا اور اب وہ اسکالرشپ پر L.L.B کر رہی تھی شہر کی سب سے اچھی یونیورسٹی سے اور ساتھ میں عنایہ کے ساتھ ریسٹورانٹ بھی سنبھالتی تھی اور چھوٹے بھائی کی ٹانگ کھینچنے سے کبھی باز نہیں آتی تھی، عاسم صوفیا سے چھ سال چھوٹا تھا لیکن اس کا قد عنایہ سے بھی دو انچ زیادہ لگتا تھا، لگتا ہی نہیں تھا کہ صوفیا بڑی ہے، اور جب دونوں لڑنے پر آتے تھے تو عمر کا فرق ناقابل یقین ہو جاتا تھا۔۔۔!

لیکن وہ دونوں ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے تھے ایک دوسرے کے لئے لڑنے مرنے کو تیار رہتے تھے(

چلو پھر ٹھیک ہے کب آ رہی ہو گھر۔۔۔۔!

ہاں ہانیہ جلد ہی آؤں گی، عاسم نے بائیک لے لی ہے اب لیے لیے پھرتا ہے بہت ڈر لگتا ہے مجھے تو، دو دن پہلے کہہ رہا تھا آنی کے گھر چلیں میں نے فوراً ڈر کے مارے منا ہی کر دیا، لیکن بہت ضد کر رہا ہے، بس سینٹر کس فنکشن ہو جائے پھر آؤں گی۔۔۔۔!

ہاں ضرور آنا، میرا بھانجا ہے ہی اتنا ٹیلینٹڈ، اتنی جلدی جلدی سب سیکھ لیتا ہے ماشاءاللہ۔۔۔۔'

ہاں ماشاءاللہ۔۔۔۔!

سنو ہانیہ میں بعد میں بات کرتی ہوں، عاسم کی کال آ رہی ہے۔۔۔۔!

چلو ٹھیک ہے اللہ حافظ۔۔۔۔!

ہیلو عاسم۔۔۔۔!

اسلام و علیکم ماما۔۔۔!

و علیکم السلام بیٹا خیریت۔۔۔؟؟

جی خیریت ہے میں سوچ رہا تھا گھر پر کچھ نا بنائیں میں لیتا ہوا آ جاوں گا۔۔۔!

کیا لاؤ گے ؟؟

کچھ بھی اچھا سا۔۔۔۔!

اچھا چلو لے آنا، پہلے بہن سے فون کر کے پوچھ لینا وہ کیا کھائے گی پھر لیتے آنا۔۔۔۔!

پھر وہ تو دماغ ہی کھائے گی۔۔۔!

عاسم۔۔۔!

او کے او کے سوری ماما اللہ حافظ۔۔۔!

)عاسم 16 سال کا تھا دسویں کلاس میں تھا اسکا تعلیمی رکارڈ بہت اچھا رہا تھا، عنایہ نے اپنے دونوں بچوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر بھی کافی محنت کی تھی اس لیے عاسم بھی صوفیا کی طرح ایک قابل اسٹوڈنٹ تھا اور سب ٹیچرز کا فیورٹ تھا، اور بہت ہینڈسم ہونے کی وجہ سے اسکول کی ہر لڑکی کا کرش بھی تھا، لیکن اسکے برعکس وہ اپنی عمر سے زیادہ میچور، سمجھدار اور سوبر تھا لیکن صرف صوفیا سے لڑتے وقت وہ اپنی ساری میچیورٹی بالائے طاق رکھتا تھا، دوسرے لڑکوں سے مختلف ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ 14 سال کی عمر میں ہی عنایہ نے اسے ساری بات بتا دی تھی کہ وہ اسکا سگا بیٹا نہیں تھا، اس نے اسے بتا دیا تھا کہ وہ اسے کیسے ملا، وہ جانتی تھی کہ ایک نا ایک دن عاسم کو سچ پتا چل جائیگا اس لیے اس نے اسے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ وہ عنایہ کو جھوٹا نا سمجھے، عنایہ بہت محبت کرتی تھی اپنے لاڈلے سے وہ اسے کھونے کا رسک نہیں لینا چاہتی تھی، وہ اس رات عنایہ سے لپٹ کر خوب رویا تھا اس لیے کہ وہ سگا کیوں نہیں ہے وہ عنایہ سے بہت محبت کرتا تھا وہی اسکی ماں تھی تو وہ سگا کیوں نہیں تھا عنایہ نے اسے بہت سمجھایا تھا کہ وہ اسکے لیے صوفیا جیسا ہے اس نے کبھی دونوں کو الگ نہیں سمجھا وہ یہ بات جانتا تھا لیکن بہت محتاط ہو گیا تھا کہ کہیں کوئی ایسی بات نا ہو جائے جسکی وجہ سے عنایہ اس سے خفا ہو، اسکی ماں اس سے خفا ہو اس لیے وہ ہمیشہ اپنی عمر سے زیادہ فرمانبردار رہا،

عنایہ نے کبھی صوفیا میں اور عاسم میں کوئی فرق نہیں کیا، وہ کر ہی نہیں پائی کیونکہ وہ دونوں سے ایک جیسی محبت کرتی تھی،

صوفیا اور عاسم ایک دوسرے کی جان ہیں اور انہیں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ سگے ہیں یا نہیں اور وہ دونوں ہی عنایہ سے بہت محبت کرتے ہیں کیونکہ صوفیا نے ماں کی سب تکلیفیں، غم اور اچھے برے حات دیکھے ہیں بہت کچھ کھویا ہے اور اب ماں نہیں کھو سکتی اور عاسم، اسکے لیے سب کچھ صوفیا اور عنایہ ہی ہیں کیونکہ اس نے ان کے علاوہ ان جیسی محبت کرتے ہوئے کسی کو نہیں پایا انہیں وہ کسی حالت میں بھی کھو نہیں سکتا تھا۔۔۔!

یہ لوٹرائینگل (Love Triangle) تھا جسمیں کون کس سے زیادہ محبت کرتا ہے یہ دنیا کا کوئی آلہ ناپ نہیں سکتا(

)عنایہ نے زندگی میں بہت کچھ سہا تھا، بہت کچھ برداشت کیا تھا اور بہت سے محبت کرنے والوں کو کھویا تھا لیکن اسکے بدلے اللہ نے اسے دو قابل اور سلجھے ہوئے محبت کرنے والے بچے دیئے تھے، بہت سی کامیابیاں دی تھیں، زمانے میں عزت کا مقام دیا تھا، اسے آزمائش سے نکالا تھا، اسے سہارا دیا تھا، تنہا نہیں چھوڑا تھا، رسوا نہیں کیا تھا، وہ پر امید رہی تھی، اللہ نے اسکی امید ٹوٹنے نہیں دی تھی اسے بہت مضبوط کیا تھا، بہت عزت سے نوازا تھا، بہت سی خوشیاں دکھائی تھیں۔۔۔!

اسٹیج کو سفید اور گلابی رنگ کے پھولوں سے سجایا گیا تھا اور اسٹیج پر ٹیبل کے پیچھے تین کرسیاں رکھی گئی تھیں، درمیانی کرسی پر عنایہ اپنے پورے قد کے ساتھ بیٹھی تھی، وہ عورت جو بہت سی عورتوں کا مان تھی اور سارے خاندان کا فخر تھی اور اسکے دائیں بائیں اسکی اولاد تھی جس پر اسے فخر تھا وہ دونوں خوشی سے ماں کو پریس والوں کے سوالات کے جواب دیتے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔!

میم آپ کے آگے کے کیا پلینز ہیں (ایک رپورٹر نے سوال کیا، سارے کیمرے اسکی طرف تھے اور رپورٹرز ڈائری اور پین پکڑے اسکے جوابات تحریر کر رہے تھے)

میں نے آگے کے لئے کچھ سوچا تو ہے بس اللہ چاہے اور آپ لوگ میرا ساتھ دیں تو ہم لوگ مل کر وہ کام سر انجام دیں گے۔۔۔۔!

پھر بھی میم کچھ تو بتائیں۔۔۔۔!

میں نے سوچا ہے کہ اب میں اپنا بوتیک کھولوں گی اور ہماری اسٹوڈنٹس کو کہیں جانا نہیں پڑے گا وہ ہمارے پاس ہی کام کریں گی اور اس بوتیک سے آنے والی رقم سے ہم سینٹر کی نئی برانچ کھولیں گے جس میں سلائی کے ساتھ ساتھ آرٹ اینڈ کرافٹ کی کلاسس بھی دی جائیں گی ان شاءاللہ، اللہ تعالی مجھے اور میری اسٹوڈنٹس اور سپورٹرز کو ترقی دے گا اور ہم رکیں گے نہیں اس سب کے بعد ہم یتیم بچوں کے لئے ایک مفت اور بہترین تعلیمی ادارہ کھولیں گے جب تک زندگی رہی میں نے اس کام کو نہیں روکنا اور پھر میرے بعد میرے بچے اس کام کو جاری رکھیں گے ان شاءاللہ۔۔۔۔!

)صوفیااور عاسم نے فوراًان شاءاللہ کہااور ساتھ ہی پوراہال تالیوں سے گونج اٹھا،سب سے زیادہ جوش و خروش سے تالیاں بجانے والوں میں ہانیہ اور مصطفی تھے جو آڈینس میں سب سے آگے بیٹھے تھے ساتھ تیمور بھی تھاجو خلوص دل سے عنایہ کے لئے خوش تھا،کیونکہ اس نے عنایہ کی ساری زندگی کی محنت اور جدوجہد دیکھی تھی(

میم ایک اور سوال۔۔۔!

جی پوچھیں۔۔۔!

میم آپ نے کسے این.جی او کے ساتھ مل کر کام کیوں نہیں کیا۔۔۔؟؟

کیونکہ میری ماما خود ایک این.جی او ہیں۔۔۔۔!

)صوفیانے فٹ سے جواب دیا(

پورے ہال میں ایک دم کھکھالگا عنایہ کو بھی بیٹی کی بات پر ہنسی آگئی۔۔۔۔!

ایسا کچھ نہیں ہے بس میں خود کچھ کرناچاہتی ہوں این.جی اوز تو بہت بڑے بڑے کام کرتی ہیں،لیکن یہ میرے لوگ ہیں اور میں اپنے لوگوں کے لئے خود کچھ کرناچاہتی ہوں،چاہے تھوڑاہی سہی لیکن خود سے، اور اللہ نے شاید مجھے اسی کام کیلیے بنایاہے۔۔۔۔!

)پورے ہال میں پن ڈراپ سائلنس تھااور عنایہ کے جواب کے بعد ایک بار پھر تالیوں کی آواز گونجی(

پھر آپکا سیاست میں آنے کے بارے میں کیاخیال ہے؟؟آپ کے سپورٹرز بھی ہیں۔۔۔!

)ایک اور رپورٹر نے سوال کیا(

ارے نہیں میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے، میں جو ہوں وہی ٹھیک ہوں، سیاست میں آنے کے بعد سب ایک جیسے ہو جاتے ہیں، پتا نہیں زندگی کتنی باقی ہے، سیٹوں کے چکر میں ضائع کرنے کا بالکل شوق نہیں جب تک زندگی ہے، بہتر ہے کے انسان اچھے کام کرے تاکہ آخرت میں آسانی ہو، اور سیاست میں آکر خود کو پارسا رکھنا بھی بڑا مشکل کام ہے سیاست میں دھوکے کے سوا کچھ نہیں ہے اور اس بارے میں میں مزید بات نہیں کرنا چاہتی مجھے اپنا آپ ایسے ہی بہتر لگتا ہے کم سے کم نفس پر کوئی بوجھ تو نہیں، زندگی پر سکون گزر رہی ہے ---!

کیا آپ لوگوں کو میرا سکون اچھا نہیں لگتا (اس نے ماحول کو ہلکا پھلکا کرنے کے لئے کہا)

سب ہنسنے لگے ---!

میں آپ سے کچھ پرسنل سوال کرنا چاہتی ہوں کیا اجازت ہے ؟؟

)ایک اور فیمیل رپورٹر نے پوچھا(

ویسے تو مجھے لگتا ہے کہ میری زندگی آپ سب کے لئے ایک کھلی کتاب ہے لیکن پھر بھی آپ جو پوچھنا چاہتی ہیں آپ پوچھ سکتی ہیں، میں کوشش کروں گی کہ آپ کے ہر سوال کا جواب دوں ----!

میم آپ نے دوبارہ شادی کیوں نہیں کی، آپ کے بچے چھوٹے تھے جب آپ کے شوہر کی ڈیتھ ہوئی، آپ ینگ تھیں، خوبصورت تھیں، بلکہ ابھی بھی ہیں، پھر آپ نے دوبارہ گھر آباد کرنے کا کیوں نہیں سوچا ---؟؟

کیا اسکا جواب میں دوں ماما۔۔۔!

)عاسم نے بہت سنجیدگی سے پوچھا تو عنایہ نے ہاں میں سر کو جنبش دی(

پتا ہے ماما نے کبھی شادی کیوں نہیں کی، کیونکہ انہیں اللہ کے علاوہ کسی کے سہارے کی ضرورت نہیں تھی وہ کسی کی محتاج نہیں تھیں، وہ ایک رانی ہیں، ہر عورت ایک رانی ہے اور ایک رانی کبھی کسی راجا کی محتاج نہیں ہوتی، وہ اپنے آپ میں مکمل ہوتی ہے۔۔۔۔۔!

)وہ عنایہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا ہال میں پھر زوردار تالیاں بجائی گئیں لیکن وہ صرف ماں کو دیکھ رہا تھا بہت محبت سے، بہت خوشی سے، بہت فخر سے اور عنایہ اسے دیکھ کر نم آنکھوں سے مسکرا دی(

میرے بچے میرے لئے کچھ زیادہ ہی جذباتی ہیں۔۔۔!

وہ عاسم کو دیکھتے ہوئے بس اتنا ہی کہہ سکی اسکی آواز میں بھی نمی نمایاں تھی۔۔۔۔!

سوال جواب کا سلسلہ اختتام پذیر ہوا تو سب کھانے کی طرف چلے گئے۔۔۔۔!

عنایہ کتنی اچھی لگ رہی ہو تم اور اللہ کا شکر کتنے اچھے سے ہو گیا سب (ہانیہ خوشی سے بولے جا رہی تھی)اور جو عاسم نے تمہارے لیے کہا وہ واقعی سچ تھا اور وہ کتنا پیارا لگ رہا تھا نا بولتے ہوئے، میری کوئی بیٹی ہوتی تو بغیر مانگے عاسم کو دے دیتی۔۔۔۔!(وہ شرارت سے کہہ رہی تھی، کیونکہ عاسم اسی وقت وہاں آکر کھڑا ہوا تھا اور ہانیہ کی بات سن کر جھینپ گیا تھا)

اب بس کرو، میرے بیٹے کو تنگ مت کرو۔۔۔۔!

اوئے میرا بھی کچھ لگتا ہے، ہے نا بھانجے؟

جی آنی۔۔۔!

بس دیکھ لو عنایہ میڈم۔۔۔!

اف بھئی ٹھیک ہے۔۔۔!

****

وہ سب لوگ جب گھر واپس آئے تو رات کے 12 بج رہے تھے، سب بہت تھک چکے تھے اس لیے اپنے اپنے روم میں سونے کے لئے چلے گئے تھے۔۔۔۔!

)عنایہ جب اپنے کمرے میں آئی تو اسکے چہرے پر بشاشت کی جگہ اداسی نے لے لی تھی، اس نے دروازہ بند کیا اور کھڑکی کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی اور شیشے سے باہر لان دیکھنے لگی اسکی نظریں تو وہیں تھیں لیکن اسکا دماغ ماضی کی کسی یاد میں الجھا ہوا تھا، کھڑکی کے شیشے پر کچھ عکس بنے، پھر مٹ گئے، پھر بنے اور پھر مٹ گئے وہ بس تھک کر گہرا سانس لے کر رہ گئی(

غازیان میری زندگی میں مجھے آج بھی آپ کی کمی محسوس ہوتی ہے، آپ کو میرے ساتھ ہونا چاہئے تھا لیکن شاید آپ میرے ساتھ ہوتے تو یہ سب یوں نا ہوتا، زندگی سے آپ کا جانا میری تکلیفوں اور آزمائیشوں کی شروعات تھی لیکن وہ آزمائشیں تھم گئیں، پھر آہستہ آہستہ ان آزمائیشوں کی جگہ خوشحالی اور کامیابیوں نے لے لی اگر میں سوچوں تب بھی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتی کہ زندگی میں زیادہ کیا ملا، تکلیفیں، مصیبتیں یا سکون اور کامیابیاں۔۔۔۔!

غازیان شکر ہے خدا کا اس نے مجھے زندگی میں کبھی مایوس نہیں ہونے دیا آپ کے جانے کے بعد میں ٹوٹ گئی تھی لیکن اللہ نے مجھے بکھرنے نہیں دیا مجھے سہارا دیا مجھے جوڑ کر ایک الگ رنگ دیا، ایک الگ طرح سے میری ہی کرچیوں سے مجھے تخلیق کیا، پتا نہیں ان کامیابیوں کی وجہ کیا ہے لیکن آج میں واقعی خود کو پرسکون محسوس کرتی ہوں،

لیکن آپ کو ایک بات بتاؤں غازیان آج ہال میں جب شادی کے متعلق سوال ہوا تو اگر جواب میں دیتی تو یہی کہتی کہ ہر کوئی غازیان نہیں ہو سکتا، میرے لئے کوئی غازیان نہیں ہو سکتا، پتا ہے غازیان وقت کے ساتھ صرف میرے بالوں میں سفیدی کا اضافہ نہیں ہوا بلکہ دل میں آپ کی محبت بھی بڑھتی گئی ہے۔۔۔!

میں اب بھی صرف آپ سے محبت کرتی ہوں، آپ کی جگہ کوئی لے ہی نہیں سکتا، میں ہمیشہ صرف عنایہ غازیان ہی رہنا چاہتی ہوں، مجھے آپ کے نام کے بغیر اپنا نام اچھا نہیں لگتا، ادھورا ادھورا لگتا ہے، مجھے تو جنت میں بھی آپ ہی کا ساتھ چاہیے۔۔۔!

غازیان میں کافی دن سے ایک بات سوچ رہی تھی، میں نے جب ابو جی والا گھر بیچا تھا تب بھی سوچا تھا کہ اس میں ہانیہ کا حصہ بھی ہے، لیکن تب مجھے ضرورت تھی اس لئے تب نہیں دے پائی اور ہانیہ نے مانگا بھی نہیں لیکن اب میرے پاس الحمد اللہ پیسے ہیں تو سوچ رہی تھی کہ مجھے اسکے حصے کے مطابق اسکا حق دے دینا چاہئے۔۔۔!

(وہ پتا نہیں کب تک یونہی خود سے باتیں کرتی رہی، بلکہ خود سے نہیں غازیان سے اور یہ آج کی بات نہیں تھی اسکا روز کا یہی معمول تھا وہ آج بھی غازیان کا وقت غازیان کو ہی دیتی تھی وہ روز اس سے باتیں کرتی تھی ہمیشہ اپنے دل کی ہر بات بتاتی تھی پورے دن کا حال اور اگلے دن کا لائحہ عمل بھی یونہی تہ کرتی تھی، کوئی اسے دیکھتا تو شاید پاگل سمجھتا لیکن وہ ہمیشہ اپنے حواسوں میں رہتی تھی وہ پاگل نہیں تھی وہ بس غازیان کو مرنے نہیں دیتی تھی ساری دنیا کے لئے غازیان مر سکتا تھا لیکن اسکے دل کی دنیا آج بھی غازیان کے نام سے آباد تھی بس اسے اس طرح اس سے باتیں کرنا اچھا لگتا تھا اسکے لئے وہ آج بھی زندہ تھا اس لئے اسے اب بھی کسی دوسرے کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔۔!)

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلامُ علیکم !

"ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959

ختم شُد

اگلا ناول صرف ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل پر

NovelHiNovel.Com

OnlineWebChannel.Com

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلام علیکم !

ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959